اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / پندرہواں بجٹ اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز ہفتہ مورخہ 21/جون 2025ء بمطابق ۲۴/ذوالحجہ ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعائے مغفرت۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	05
4	سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 26-2025ء اراکین اسمبلی کی جانب سے عام بحث کی دوسری نشست۔	05

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز ہفتہ مورخہ 21/جون 2025ء بمطابق ۲۴/ذوالحجہ ۱۴۴۶ھ۔

بوقت دوپہر 1 بجکر 50 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَی اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ ج

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ج رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡکَرِیۡمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنۡ یَّدۡعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ لا لَا بُرۡہَانَ

لَہٗ بِہٖ لا فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ط اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ قُلۡ رَّبِّ

اغۡفِرۡ وَ ارۡحَمۡ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

پارہ نمبر ۱۸ سُوۡرَۃُ الۡمُؤۡمِنُوۡن آیات نمبر ۱۱۵ تا ۱۱۸

ترجمہ: سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر کر نہ آؤ گے۔ سو بہت اُوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہیں اسکے سوا مالک اُس عزت کے تخت کا۔ اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی سند نہیں اُسکے پاس، سو اُسکا حساب ہے اُسکے ربّ کے نزدیک۔ بیشک بھلا نہ ہوگا منکروں کا اور تو کہہ اے ربّ! معاف کر اور رحم کر اور تو ہے بہتر سب رحم والوں سے۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمِ۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰه.

(خاموشی۔اذان ظہر)

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): جناب اسپیکر! مَیں نے آپ سے ایک گزارش کرنی ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب قائد ایوان: Honourable Speaker Sahib! مَیں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح آنرایبل ممبر نے کہاہے جن کا، اُن کے لئے بھی، ساتھ ساتھ ہمارے سینیٹر بلال مندوخیل صاحب اور جمال مندول خیل صاحب کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا ہے اور ہمارے دوست ہیں اعجاز جھکرانی صاحب، اُن کی والدہ کا بھی انتقال ہوا ہے۔ اگر اِن سب کے لئے دُعا فرمائیں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! دُعا فرمائیں۔جی ظفر آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: ڈاکٹر صدیق اللہ شہید، کل وہ ٹاگٹ کلنگ میں شہید ہو گئے اُس کا بیٹا بھی ٹراما سینٹر میں بالکل انتہائی سیریس حالت میں ہے۔آپ سے گزارش بھی ہے، سی ایم صاحب سے گزارش بھی ہے کہ ایک وفد بھیجا جائے پشین کے حالات دن بدن خراب ہوتے جارہے ہیں۔یقین جانیں اسپیکر صاحب! اُس سے کچھ دن پہلے ایک پولیس والے کی شہادت ہوئی اُس کو ٹارگٹ کلنگ کیا گیا تھا۔آج پورا پشین سراپا احتجاج ہے۔گورنمنٹ سے مَیں ریکوئیسٹ کرتا ہوں کہ ایک وفد چلا جائے، اور وہاں اُن کی دادرسی کی جائے۔بہت شکریہ۔اور شہید کے لئے فاتحہ بھی کی جائے۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! دُعا فرمائیں۔

(دُعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. ـوَاِلٰهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْم ۔سب سے پہلے تو مَیں آپ کو جو کل ہم نے رولنگ دی تھی اپنی جو سردار کھیتر ان صاحب نے جس ویڈیو کا ذکر کیا تھا جس میں نور محمد دُمڑ صاحب اور پھر ساتھ ساتھ ایک اور ویڈیو بھی سامنے آئی جس میں حاجی ولی محمد نورزئی صاحب کی ویڈیو، وہ بھی ملتی جلتی اِسی طرح کی ویڈیو تھی، تو اُس پر ہم نے سائبر کرائمز والوں کو طلب کیا تھا۔آج اُن کی ٹیم آئی ہے۔اور یہ ویڈیو ٹی وی اسکرین سے بنی ہے، شارٹ لیا گیا ہے ہمارے جو میڈیا والے حضرات آتے ہیں، جس پر ہم نے اُن کو ہال دیا ہوا ہے، جہاں وہ چائے شائے پیتے ہیں۔وہاں بیٹھ کے یہ ویڈیو ریکارڈ کی گئی ہے اور وہاں سے یہ پھر آگے چلی ہے۔تو اِس پر کافی حد تک ورکنگ ہوگئی ہے۔اور انشاءاللہ وتعالیٰ اُس جگہ اُس سیٹ تک بھی پہنچ گئے ہیں جہاں

سے یہ ویڈیو ریکارڈ ہوئی ہے۔اور hopefully انشاءاللہ shortly ہم اُس بندے تک بھی پہنچیں گے جس نے یہ ویڈیو ریکارڈ کی ہے۔تو انشاء اللہ وتعالیٰ اِس پر کام ہورہا ہے اور انشاء اللہ جلد آپ کو، پھر ہم نے کچھ safety precautions اُسکے against ہم نے تجویز کی ہے۔وہ پھر میں Honourable Chief Executive of the Province. کے ساتھ میں انشاءاللہ share کروں گا۔اور اِس پر انشاءاللہ عملدرآمد کرکے تاکہ آئندہ پھر دوبارہ ایسی چیزیں repeat نہ ہوں۔ Thank you very much.

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): آج رخصت کی کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: آج رخصت کی درخواست نہیں ہے۔سالانہ میزانیہ بابت مالی سال **2025-26**ء پر اراکینِ اسمبلی کی جانب سے عام بحث کی دوسری نشست۔آج کی نشست میں سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 2025-26ء پر عام بحث کے لئے ذیل اراکینِ اسمبلی کے نام موصول ہوئے ہیں:

انجینئر زمرک اچکزئی صاحب، جناب رحمت صالح بلوچ صاحب، میر جہانزیب مینگل صاحب، میر غلام دستگیر بادینی صاحب، محترمہ صفیہ بی بی صاحبہ اور جناب اصغر رند صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ اپنا سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 2025-26ء پر عام بحث کا آغاز کریں۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی پلیز۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! مَیں نے کل اپنی اسپیچ میں ذکر کیا تھا، سی ایم صاحب سے میں نے ایک request کی تھی کہ جالاوان میڈیکل کالج کو جو بجٹ سے نکالا گیا ہے تو اُس کے لئے مُجھے یہ ہے کہ سی ایم صاحب یقین دہانی کرائیں کہ اُس کو دوبارہ بجٹ کا حصہ بنائیں گے۔تو مَیں اِس پر آپ سے چاہوں گا کہ سی ایم صاحب سے گزارش یہ ہے کہ وہ فلور پر ہمیں یہ یقین دہانی کروادیں۔

جناب اسپیکر: سی ایم صاحب سے پھر آپ مل لیں، اگر سی ایم صاحب comment کرنا چاہتے ہیں تو by all means تقریباً .he can اور اگر آپ چیمبر میں ملنا چاہتے ہیں تو وہ بھی آپ کی مرضی ہے۔

جناب قائد ایوان: آنریبل اپوزیشن لیڈر جناب اسپیکر! وہ اُن کو پتہ ہے کہ کس طریقے سے کام نکلوانا ہے any how مجھے، ہمارے پاس ایک فارمولہ لگا تھا کہ 2013ء پچھلی بھی اسکیمیں آج تک on-going میں چل

رہی ہیں۔اوراُس کےتحت کچھ اسکیمیں kept کیئے ہیں ہم نے، omit نہیں کئے ہیں۔تو اُس میں بھی یہ ایک kept اسکیم ہےاور یہ علاقے کی ضرورت ہے۔مَیں اس پر میٹنگ کر کےاُس کے بعد اِس قابل ہوں گا کہ آپ کو بتا سکوں کہ ہم اسکو implement کرا سکتے ہیں کہ یا نہیں۔مَیں چیمبر میں honourable leader of the opposition سے مِل لوں گا۔

جناب اسپیکر: جی انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب۔

ڈاکٹرعبدالمالک بلوچ: سر! ایک منٹ۔مَیں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں سر! اگر مجھے مائیک دے دیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

ڈاکٹرعبدالمالک بلوچ: سر! اگر آپ نے اِس کو شامل نہیں کیا تو یہ میڈیکل کالج PMDC کبھی یہ recogsnize نہیں کرے گی۔ اور یہ جتنے بچے pass-out ہوئے ہیں اُن کی زندگیاں تباہ ہو جائیں گی جو بچے بچیاں پڑھ رہی ہیں کیونکہ I know the PMDC rules. کیونکہ میں اُسکا ممبر رہ چکا ہوں۔ PMDC اِس بلڈنگ کے ساتھ اِس کالج کو recognize نہیں کرے گا اور اُسکی derecognize کرے گا تو میری چیف منسٹر صاحب سے اور منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ آپ کم از کم جھالاوان میڈیکل کالج کو اُس کو آپ ضرور PSDP میں شامل کریں اور اُسکو ایلوکیشن بھی دے دیں۔اب جیسے آپ نے نصیرآباد میں وہ کیا اچھی بات ہے لیکن اگر آپ نے جھالاوان میڈیکل کالج کو بجٹ سے نکالا اور یہ PMDC کو پتہ چلا تو سی ایم صاحب! مَیں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ جتنے batches اِس وقت کوئی سات سے آٹھ batches نکلے ہیں، وہ پڑھ رہے ہیں یا نکل گئے ہیں اُن سارے بچوں کی زندگیاں برباد ہو جائیں گی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اُسکو شامل کردیں۔ جو hurdles ہیں اُنکو remove کریں۔مشکلات ہر جگہ پر ہیں یہ نہیں کہ مَیں کہتا ہوں کہ نہیں ہیں۔لیکن آپ اُن کو remove کر سکتے ہیں۔آپ جناب سے ہماری یہ گزارش ہے۔

جناب قائدحزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب قائدحزب اختلاف: جناب اسپیکر! مجھے پتہ نہیں چل رہا ہے کہ مَیں نے سی ایم صاحب سے بھی کہا تھا وزراء صاحبان نے بھی وِزِٹ کیا تھا اور اُسکی boundary wall بھی بن چکی ہے اور اُس پر پیسے بھی خرچ ہو چکے ہیں اور آٹھ سوا یکڑ اراضی زمین بھی الاٹ ہو چکی ہے اور اُسکے پیسے بھی دے چکے ہیں۔اب مجھے پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کیوں اسکو نکالا جا رہا ہے؟ وجہ کیا ہے کہ جو خضدار کی ایک اسکیم ہے جس سے تمام لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ مجھے پتہ نہیں چل

رہا ہے کہ کیوں اسکو نکالا گیا ہے اسکی وجوہات کیا ہیں؟ 2013ء سے کیا مَیں نے بند کیا ہے اس کو؟ 2013ء سے آپ لوگوں نے جو PD رکھا تھا وہ دو نمبر PD تھا اُس سے متعلق کئی دفعہ فلور پر بھی اسکے بارے میں کہا ہے آج تک انکوائری ہو چکی ہے جو کہ اُسکے خلاف ہے یہ انکوائری کو سامنے کیوں نہیں لے کے آتے ہیں؟ گورنمنٹ اپنی کوتاہی کو ہم پر تو نہیں ڈالیں۔ ہم اپنے عوام کے لئے بات کرتے ہیں ہم اپنے علاقے کے لئے بات کرتے ہیں۔ آج تک وہ جو انکوائری اِنہوں نے کی ہے وہ انکوائری کی رپورٹ کو کیوں سامنے لے کے نہیں آ رہے ہیں۔ اُس 17 گریڈ کے PD کو کیا مَیں نے رکھا تھا۔ وہ پی اینڈ ڈی نے رکھا تھا پی اینڈ ڈی سے پوچھ لیں کہ کیوں 17 گریڈ کے ایک نااہل بندے کو۔ مَیں نے اس بارے میں بارہا بات کی ہے۔ یہ نہیں کہ مَیں نے بات نہیں کی ہے۔ وزراء نے وزٹ کی ہے وزیر خزانہ اور وزیر صحت نے بھی وِزٹ کی ہے وہاں قصور کس کا ہے؟ کیا میرا قصور ہے تو مجھے بتا دیں کہ ہم آپ کے اس میڈیکل کالج کو نکال دیا ہے۔ اگر میڈیکل کالج کو شامل نہیں کرتے ہیں تو مَیں بھی یہاں سے چلا جاتا ہوں جب تک میڈیکل کالج شامل نہیں ہوگا مَیں نہیں آؤں گا۔

(اس مرحلے میں واک آؤٹ کیا گیا)

جناب اسپیکر: Ok, Let the Leader of the House.

جناب قائد ایوان: جناب اسپیکر! یہ آنریبل اپوزیشن لیڈر کا right ہے اِس طرح کی بات کرنا۔ لیکن یہ گورنمنٹ کا right ہے ہم اپنی justification خود ڈھونڈیں گے کہ کہاں ہم نے کیا بنانا ہے۔ میں آج فلور آف دی ہاؤس پر کھڑے ہو کے کہتا ہوں۔ مجھے اُسکی انفارمیشن ہی نہیں ہے۔ مَیں غلط بیانی سے کیوں کام لوں۔ یہ اہمیت کا تو مَیں کہہ رہا ہوں کہ اُس کی اہمیت ہے۔ مَیں نے تو نہیں کہا کہ اُس کی اہمیت نہیں ہے۔ لیکن کیوں کیپ ہوئی ہے۔ کیوں omit ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے۔ میرے پاس اس وقت تک تو اس کی انفارمیشن نہیں ہے۔ PSDP میں 60 ہزار سکیمیں ہیں اُس میں سے ایک سکیم یہ بھی ہوگی۔ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا no doubt یہ بہت important ہے۔ important چیزوں کو، ہم کیوں کسی کا نقصان کریں گے۔ اگر ہمارے ساتھ سات، آٹھ batches اُدھر سے بچوں کے جا چکے ہیں تو گورنمنٹ نقصان کرنے کے لیے تھوڑی ہے۔ ہم اُس پر کوئی ورکنگ کریں گے۔ کوئی میٹنگ کریں گے اُس کے بعد کوئی commitment کریں گے۔ ایسے ہی ہوا میں بیٹھ کے commitment تو نہیں کی جا سکتی جناب اسپیکر! ہاں یہ commitment ضرور کر رہا ہوں کہ اسکی importance ہے۔ ہم اِس کو انشاء اللہ neglect نہیں ہونے دیں گے۔

جناب اسپیکر: Thank you very much. چونکہ ڈپٹی اسپیکر صاحبہ بھی موجود نہیں ہیں اور جو ہم نے پینل

بنایا تھا اُس میں سے بھی چاروں کے چاروں ارکان موجود نہیں ہیں۔ مَیں نوابزادہ طارق خان مگسی صاحب سے ریکوئسٹ کروں گا کہ آپ آئیں چیئر سنبھال لیں۔ وہ منسٹر صاحب ہیں۔ جنگ صاحب! آپ آئیں کرسی سنبھالیں۔ یہ صادق عمرانی صاحب آپ اور اپنا طارق مگسی صاحب اور ظہور بلیدی صاحب اگر kindly آپ اپوزیشن والوں کو منا کے لے آئیں۔ مہربانی سر، پلیز جائیں، منائیں اُن کو۔ جی زمرک خان صاحب! please continue کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! تین دن پہلے ہمارا جو صوبائی بجٹ پیش ہوا، میں اس کے حوالے سے مختصر کچھ بات کروں گا اور صوبے کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہماری مشکلات کیا ہیں؟ ہمارے مسائل کیا ہیں؟ اور اِن کو ہم کس طرح پورا کر سکتے ہیں۔ بجٹ جب پیش ہوتا ہے تو ایک سال کے لیے ہوتا ہے اور وہ اُس سال میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پچھلے سال جو بجٹ پیش ہوا تھا اُس میں کتنی کارکردگی ہوئی ہے۔ اور ہر ڈیپارٹمنٹ کا جائزہ لینا چاہیے کہ اس کے مطابق ہمیں اُن کی کارکردگی کو دیکھ کے آگے چلنا چاہیے۔

(اس مرحلہ میں حاجی علی مدد جتک، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

اسپیکر صاحب change ہو گئے تو میں نے کہا seat پر آجائیں اور بیٹھ جائیں، تو اُنکو مبارکباد دیتے ہیں، جیالا ہے ہمارا۔ تو مَیں اسپیکر صاحب! بجٹ کے حوالے سے یہ کہہ دوں کہ ہمارے بلوچستان کے جو مسائل ہیں پسماندہ صوبہ ہوتے ہوئے، ہمیں صرف صوبائی بجٹ پر نظر نہیں رکھنی چاہیے۔ ہماری جو ہمیشہ جنگ ہوتی ہے، پارٹی کے حوالے سے یا عموماً جو بلوچستان کے عوام جو کہتے ہیں کہ جی ہم پسماندہ ہیں یہاں ہم اپنے آپ کو جہالت اور جاہل بھی کہتے ہیں حالانکہ جاہل تو ہم ہیں نہیں۔ کہ جو الفاظ ہمارے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ ہم پسماندہ اور غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ ہمارے پاس وہ وسائل نہیں ہیں جن کو ہم پورا کر سکیں، ہماری ایک بہت بڑی تاریخ رہی ہے بلوچستان میں چاہے پشتون، بلوچ رہتے ہیں ہزاروں سال کی تاریخ رکھتے ہیں، کیا ہم لوگ جو انگریزوں کو شکست دیتے تھے؟ یہاں ہم مغلوں کو شکست دیتے تھے تو ہم جاہل تو نہیں تھے ہم بہت سمجھدار لوگ تھے، ہماری بہت بڑی تاریخ تھی کہ ہم اُس سے گزر کے یہاں تک پہنچے ہیں۔ لیکن آج ہم اگر اتنے پسماندہ اور جاہل ہیں تو اُس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان پاکستان میں رہتے ہوئے، فیڈرل نے ہمارے وہ حقوق جو ہم چاہتے ہیں اس کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ اُس میں جو بجٹ ہوتا ہے بجٹ جب مرحلہ وار آپ تیار کرتے ہیں اسپیکر صاحب! تو سب سے پہلے ہماری نظریں وفاقی بجٹ پر ہوتی ہیں۔ اور جب ہم book اٹھاتے ہیں کہ فیڈرل نے ہمیں کیا دیا۔ تو سب سے ہماری پسماندگی جب دور ہوتی ہے، وہ وفاقی بجٹ سے ہوتی ہے، اور وفاق سے ہمیشہ ہمارا یہی مطالبہ رہتا ہے کہ آپ بلوچستان کو فوکس کر لیں اس پر ہمیں طعنہ بھی دیتے ہیں کہ آپ غریب لوگ ہیں اور غیر تعلیم یافتہ لوگ ہیں اور آپ آگے نہیں چل سکتے ہیں۔ یہ فیڈرل کے طعنے ہم نے سنے ہیں پچھلی گورنمنٹس میں۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ پاکستان کو آپ

بلوچستان سے چلاتے ہیں۔آپ سونا اور گیس یہاں سے لے جاتے ہیں۔اب ہمارا سمندر جو 800 کلومیٹر یہاں محیط ہے بلوچستان کا کوسٹل ایریا آپ اُس کو دیکھ لیں وہ یہاں سے ہی چلتا ہے۔کونسا قدرتی خزانہ ہے جو کہ دُنیا میں دوسرے ملکوں میں موجود ہے اور کیا وہ بلوچستان میں نہیں ہے؟ پھر ہم کیوں پسماندگی کی زندگی گزار رہے ہیں؟ سوال تو یہی اُٹھتا ہے کہ کیوں ہمیں وہ طعنے دیئے جاتے ہیں کہ جی آپ غریب ہیں۔جناب اسپیکر صاحب ہم غریب نہیں ہیں۔ہم امیر لوگ ہیں ہم کو غریب بنایا گیا ہے۔ہمیں پسماندہ رکھا گیا ہے وفاق نے،اب دیکھیں ان کا criteria پھر کیا ہے جب آپ وفاقی بجٹ بناتے ہیں۔آپ کا criteria کیا ہے۔آپ کس بنیاد پر تقسیم کرتے ہیں پھر ہمیں آپس میں یہاں ہم قومیں آباد ہیں،باعزت قومیں،پشتون،بلوچ،سیٹلرز،ہزارہ ہیں پھر آپ تقسیم،وہ وہاں تقسیم کرتے ہیں جن کی سفارش ہوتی ہے۔جو بھاگ دَوڑ کرتے ہیں، بلوچستان کی پسماندگی کو نہیں دیکھتے ہیں۔جنگ صاحب!اسپیکر صاحب آپ گئے اپنی اپنی پارٹی کے معزز ایک بڑے منسٹر سے اپنی اسکیل ڈلوائی،اب لوگ پسماندہ ہیں۔یہی تو وفاق کا سب سے بڑا ظلم بلوچستان کے ساتھ ہے۔آپ دیکھ لیں ریکوڈک بن رہا ہے،وہ واشک،میرے دوست ہیں،میں کسی اسکیم پر بات نہیں کروں گا،صرف لیڈر آف دی ہاؤس سے یہ تھوڑی سی ہماری گزارش ہوگی،ریکوڈک وہ منصوبہ ہے جو ایشیاء اور دُنیا کا ایک بہت بڑا خزانہ ہے،جو ہمارے پاس ہے اللہ پاک نے دیا ہوا ہے۔وہ بن رہا ہے۔اُس سے ہمیں فائدہ پہنچنا چاہیے یا کہ ہمیں اُن کے لیے ڈیم بنانا چاہیے۔ہم ماشکیل میں 25 ارب کا ڈیم بنا رہے ہیں۔جب ہم نے پوچھا کس کے لیے بن رہا ہے؟ کہا کہ جی یہ ریکوڈک کے لیے بن رہا ہے۔ریکوڈک مَیں ایک آپ کو ایک جو وفاق کا میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں،لوگوں کے لیے بن رہا ہے تو ٹھیک ہے،لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ ریکوڈک سے ہمیں جو فائدہ پہنچنا چاہیے۔کم از کم اُن کو دیکھنا چاہیے کہ وہ ہمیں ڈیم بنا کے دے دیں،وہ ہمیں ہاسپٹل بنا کے دے دیں،اُس پروجیکٹ میں ہمیں سکول بنا کے دے دیں،اُس میں ہمیں اچھا صاف پانی کا وہ منصوبے بنا کے دے دیں،وہاں ہمارے لوگوں کو روزگار ملنا چاہیے۔ہمیں یہ چاہیے۔وفاق نے تو ہمیشہ ہمارے ساتھ ظلم کیا ہے۔مَیں اِس گورنمنٹ کی بات نہیں کر رہا ہوں جناب سپیکر صاحب! یہاں 70 سالوں سے جو محرومیاں چل رہی ہیں،میں اُن کی بات کر رہا ہوں۔خدانخواستہ ہم اس صوبے میں رہتے ہوئے یہ نہیں کہتے ہیں کہ جی پاکستان،پاکستان ہمارا ملک ہے۔لیکن پاکستان میں رہتے ہوئے جب ہم حقوق کی بات کرتے ہیں،جب ہم تقسیم کی بات کرتے ہیں تو پنجاب سے،سندھ سے،خیبر پختونخواہ سے ہماری اپنی تقسیم ہوتی ہے۔وہ اس بنیاد پر ہوتی ہے کہ جی ہمیں چوتھے نمبر پہ آپ رکھ کے ایک چھوٹے بھائی کی حیثیت سے،تو حقوق کی برابری تو برابری کی بنیاد پر ہوتی ہے،کوئی بڑا چھوٹا تو نہیں ہوتا ہے۔چاہے وہ آپ اسلام اُٹھا لیں آپ شریعت اُٹھا لیں۔آپ دُنیا کا کوئی قانون اُٹھا لیں۔جب بھائی بھائی ہونگے تو تقسیم برابری کی بنیاد پر ہوتی ہے۔لیکن ہمارے ساتھ برابری کبھی نہیں رکھی گئی ہے۔اِسی پر ہم کہتے ہیں کہ جب

بلوچستان کو وفاق بجٹ دیتا ہے تو وہ کس بنیاد پر دیتا ہے وہ آبادی کی بنیاد پر دیتا ہے کیا؟ چلو! ایک روڈ بنتی ہے ساہیوال سے لاہور تک بن گئی۔ سو کلومیٹر بن گئی۔ سی پیک کے تھرو بن گئی۔ موٹروے بن گئی۔ تو وہی روڈ بلوچستان میں ہمیں بھی چاہئے۔ اور بلوچستان کو وہ سو کلومیٹر کی بجائے آپ کو ایک گاؤں سے ایک شہر سے دوسرے شہر تک دو سو کلومیٹر چاہئے۔ آپ کو اگر ایک گرِڈ اسٹیشن وہاں بجلی کا آپ نے پروجیکٹس بنایا۔ تو کیا وہ بجلی کا پروجیکٹس یہاں میں اپنے بلوچستان میں کتنے گاؤں کو دے سکتا ہوں اور کتنا فاصلہ ہے ایک دوسرے سے۔ ہم آج بھی بجلی ایران سے لیے رہے ہیں آپ کے آدھے بلوچ بیلٹ کو ایران سے بجلی مل رہی ہے، کیوں؟ کیونکہ وہ آبادی کی بنیاد پر ہمیں حصہ دے رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں آپ آبادی کے ساتھ رقبے کو لے لیں۔ آپ رقبے کے ساتھ غربت کو لے لیں۔ اِن تین چیزوں کو، آپ بلوچستان کے حقوق دے دیں۔ لیکن جب ہم حقوق کی بات کرتے ہیں تو پھر طعنے ملتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم حقوق کی بات کریں گے وفاقی حکومت سے اور وہ اِس بنیاد پر کہ جب آپ تقسیم کریں گے تو آپ اِن تین چیزوں کو سامنے رکھ لیں بلوچستان کے عوام کیلئے پھر جب این ایف سی کے تحت ہمیں جو حصہ ملتا ہے وہ بھی اِس طرح ملتا ہے کہ جیسے ہمیں کوئی خیرات میں کچھ دیتا ہے۔ خیرات تو ہمیں نہیں چاہئے ہمیں تو حصہ چاہئے۔ اور اُس حصے کیلئے بھی ان لوگوں کی جو نظریں ہیں۔ وہ نو فیصد۔ 2010ء میں جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ اُس میں اٹھارہویں ترمیم کے تحت ہمارا حصہ 5.2 تھا۔ تو اُس سے ہمارا حصہ 9.4 ہو گیا۔ میں بھی پچھلی گورنمنٹ میں کچھ عرصہ یہاں فنانس منسٹر رہا آپ یقین کریں کہ این ایف سی میں جو ہمارا حصہ تھا جو ایک ایک دو دو مہینے کے بعد آتا ہے، وہ بھی ہم اِسلام آباد کے فنانس ڈیپارٹمنٹ میں بیٹھ کے جھولی پھیلا کے کہ خدا کیلئے ہمارا ٹرانسفر تو کروا دو۔ ہمارے پاس کبھی تنخواہ کے پیسے نہیں ہوتے تھے۔ اچھا وہ نو فیصد۔ ایک سو میں نو فیصد حصے میں بھی اُن کی نظریں ہم پر تھیں۔ اَب آپ بلوچستان سے کیا چاہتے ہیں اِن لوگوں سے ایک کروڑ چالیس لاکھ آبادی کو ہم نہیں سنبھال سکتے اِن 24 کروڑ آبادی میں۔ اور وہ بھی آپ سے اِس طرح مانگتے ہیں کہ جی ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ساحل وسائل کو سامنے رکھ کے پھر آپ ہمیں اپنا حصہ دے دیں۔ نہیں۔ تو یہ ہمارے ساتھ پھر جب یہاں آتے ہیں۔ ہم سارے بھائیوں کی طرح رہتے ہیں۔ سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں تو کسی کی اسکیم پر اعتراض نہیں کروں گا۔ مجھے خوشی ہو گی کہ ایک آدمی کو پانچ سے بیس ارب ملے۔ بیس سے تیس ارب ملے۔ لیکن یہ ہے کہ وفاق کو کم از کم انصاف کے تقاضے پورے کر کے یہاں تقسیم کرنی چاہئے۔ میں کہتا ہوں اگر میں کہوں۔ مجھے سترہ اٹھارہ سال اِس پارلیمنٹ میں ہوتے ہوئے۔ آج تک کوئی ثابت کریں کہ وہ سترہ اٹھارہ سال میں مجھے فیڈرل پی ایس ڈی پی سے ایک اسکیم بھی ملی؟ اور میں کس طرح کروں۔ کیونکہ میری وہاں تک پہنچ نہیں ہے جہاں یہ تقسیم ہوتی ہے۔ اٹھارہ سال میں، جہاں ڈیم بنتا ہے جہاں روڈ بنتی ہے۔ تو میرے ڈسٹرکٹ میں بھی ضرورت ہے۔ ژوب میں بھی ضرورت ہے۔ اُدھر بھی ضرورت ہے۔ پھر تقسیم بھائیوں میں تو منصفانہ ہونی چاہئے۔ یہاں

بھی ہم بھائی رہتے ہیں۔ پشتون رہتے ہیں۔ بلوچ رہتے ہیں۔ کیا ہم بھائی نہیں ہیں۔ لیکن یہاں جب پشتون اور بلوچ کی تقسیم ہوگی۔ اگر پشتون کے ساتھ ظلم ہوگا۔ میں بلوچوں کے ظلم کے ساتھ ہماری پارٹی کھڑی تھی۔ ہم نیب کے دور سے اِس میں ہیں۔ ہم بھائیوں کی طرح رہنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہاں جب تقسیم ہوگی تو اُس کیلئے بھی میں آواز اُٹھاؤں گا۔ اگر بلوچ کے ساتھ ہوگا۔ تو وہ پنجاب سے یا فیڈرل سے مانگنے کی کوشش کروں گا۔ اگر یہاں پشتون کے ساتھ ظلم ہوگا۔ تو میں سی ایم صاحب سے کہوں گا۔ کہ اگر آپ بلوچ ہیں۔ اور یہاں ہمارے بلوچ بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو پشتون ایریا کو ignore نہیں ہونا چاہئے یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ آگر پھر میں اپنے حلقے میں جا کے ہم پشتون tribe میں تقسیم ہوئے ہیں۔ میرے حلقے میں کاکڑ رہتے ہیں۔ اچکزئی رہتے ہیں۔ ترین رہتے ہیں۔ سید رہتے ہیں۔ میں اپنے حلقے کا کہتا ہوں ۔ اگر مَیں اُدھر بھی تقسیم نفرت کی بنیاد پر کروں گا۔ تو پھر وہ قبیلے میرے سامنے کھڑے ہونگے۔ تو اِس طرح بلوچستان کے بجٹ کو بھی دیکھنا چاہئے کہ ہم کس طرح تقسیم کرتے ہیں۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں۔ .as a whole اِس دفعہ جو بجٹ پیش ہوا۔ حالانکہ پچھلے سال میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ابھی، لیڈر آف دی ہاؤس بیٹھے ہوئے ہیں۔ بلوچستان میں سارے جتنے بھی سیکٹرز ہیں سب متاثر ہیں۔ ہمیں ہر سیکٹر میں کام کرنا چاہئے۔ میں اگر کہہ دوں کہ ہیلتھ ضروری ہے تو ٹھیک ہے۔ ایجوکیشن ضروری ہے ٹھیک ہے۔ تو کیا ایگریکلچر، لائیواسٹاک، پی ایچ اِی، صاف پانی، اریگیشن، فشریز یہ سارے ہماری ضرورت ہیں۔ اُن کو دیکھنا چاہئے اور اُن کو ترقی دینے کیلئے میں یہ کہوں گا۔ اگر میں ابھی اِس کا اُٹھالوں کہ کمیونیکیشن میں کتنا رکھا ہے۔ جتنا بھی رکھا ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ جب آپ کا بجٹ آیا تو اُس بجٹ کو آپ نے پچھلے سال لیکن میں یہ as a whole کہہ سکتا ہوں کہ جب آپکا بجٹ آیا اُس بجٹ کو آپ نے پچھلے سال کچھ ایسی اسکیمات تھیں لیڈر آف دی ہاؤس میں اِنکی توجہ اِس لیے کہتا ہوں کہ اُن کی کارکردگی کو تو سامنے رکھ لیں کہ ہمارا پچھلا بجٹ کس طرح خرچ ہوا۔ اچھا خرچ ہوا ہے۔ ایک بات ہے کہ میں آپ کے نوٹس میں لے آؤں کہ 200 ارب روپے پچھلے سال میں خرچ ہوا ہے جو تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ آج تک بلوچستان کے بجٹ میں میرے دور میں اتنا پیسہ خرچ نہیں ہوا ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ ہم لوگ کہتے ہیں کہ جی بچت ہوگئی۔ بچت قابلیت نہیں وہ نااہل لوگ ہوتے ہیں کہ جی آپ کو پیسے ملتے ہیں اور آپ خرچ نہیں کرسکتے۔ پیسے خرچ کرنے چاہئیں۔ چاہے ایجوکیشن میں ہو چاہے ہیلتھ میں ہو کسی بھی سیکٹر میں ہو۔ تو یہ بلوچستان میں 200 ارب، پہلے 100 یا 120 ہوتے تھے زیادہ نہیں کرسکتے تھے، surrender ہوتے تھے۔ لیپس ہوتے لیپس تو نہیں surrender ہوتے تھے کیونکہ ہم خرچ نہیں کرسکتے تھے ایک یہ بات ہے دوسری ٹھیک ہے ہم نے فوکس کیا ہوا ہے، خاص کر ایجوکیشن کو۔ پھر ایجوکیشن کی کارکردگی کو دیکھنا چاہیے۔ میڈم صاحبہ آپ بیٹھی ہوئی ہیں۔ خود بہترین مطلب ہے یہاں تو وقت گزارا ہوا ہے سمجھدار ہیں تعلیم یافتہ ہیں ہمارے ہیلتھ منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے دوسرے سارے منسٹرز

بیٹھے ہوئے ہیں ضروری ضروری منسٹر جو ضروری ڈیپارٹمنٹس ہیں ریونیو کے بیٹھے ہوئے ہیں۔تو آپ نے کارکردگی دیکھنی ہے کہ ایجوکیشن میں آپ نے کتنے اسکول بنائے ایک پروجیکٹ آیا ہوا ہے تین ارب کا، اسکول ہے، کمرے ہیں، وہ بنے ہوئے ہیں، اُس نام سے پھر آیا ہے۔آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا اُس میں کتنی اچھی کارکردگی ہوئی ہے۔تو بہترین ہے ہم نئے اسکول بناتے ہیں کہ کس طرح کس criteria کے تحت بنائیں گے کیا ہوگا اُس ایریا میں؟ کتنے فاصلے پر دودسرا ہوگا؟ کچھ ایسے اسکول بنے ہوئے ہیں۔ میں خود اُس کی گواہی دیتا ہوں اُس میں کچھ بھی نہیں ہے۔اُس میں، یہ ہمارا قصور ہے کم ازکم اِس میں منسٹر صاحبہ کا قصور تو نہیں ہے۔یہ ہم لوگ جب بناتے ہیں۔میں خود جب بناتا ہوں کوئی اُس میں بیٹھک بناہوا ہے کہیں کیا بنا ہوا ہے کہیں کیا بنا ہوا ہے پھر اُس کو آباد کرنے کے لیے طریقہ کار بنانا چاہیے ٹیچرز زیادہ ہیں ان ٹیچروں کی کوئی دیکھ بھال نہیں ہوتی ہے اُس کی کوئی انکوائری نہیں ہوتی ہے۔دو، دو بندے ایک تنخواہ پر کام کرتے ہیں۔اِن چیزوں کو اگر ہم تھوڑا سا کنٹرول کرلیں۔تو ہمارا جب ایجوکیشن سسٹم ٹھیک ہوگا تو سب سے top پر آپ کی ایجوکیشن آتی ہے۔جب ایک بچہ پڑھتا ہے تو تب اُس کی سمجھ میں کچھ آئے گا۔وہ اپنے حقوق کی پہچان کر سکے گا۔وہ اپنی زندگی کو سمجھ سکے گا۔وہ اپنے آگے جانے والے مستقبل کو کچھ دیں سکے گا۔ورنہ اسی طرح تو ہم وہی بیٹھے ہوں گے چرواہے ہوں گے یا کوئی زمیندار ہوں گے، بیلچہ اُٹھا کر ہم اپنی زمین بنانے کے لیے کافی ہوگا۔باقی تو ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتا کہ جی ہم نے اپنے دشمنوں سے کس طرح لڑنا ہے۔اپنے بھائیوں سے حقوق کس طرح لینا ہے۔ایجوکیشن کو top پر آپ کو رکھنا چاہیے۔اور وہ بھی اِس طرح انصاف کی بنیاد پر کہ کالج کہاں بننے چاہئیں یونیورسٹیز کہاں بننے چاہئیں میں کہتا ہوں کہ اگر کہیں بھی بنتی ہے بلوچستان کے ہر ایریا کو کالج اور یونیورسٹی کی ضرورت ہے۔تو پھر وہ ہمارے ایریا میں بھی دیکھنا چاہیے۔میں اسی ایم صاحب کے knowledge میں لاتا ہوں ایک بی آرسی قلعہ عبداللہ میں شروع ہوا ہے چار سال ہو گئے ہیں کچھ بھی نہیں ہے پراجیکٹ ڈائریکٹر ہوتا کیا ہے؟ اِس پی ڈی کا مقصد کیا ہے کیوں اُسی ڈیپارٹمنٹ کو یہ اسکیمات نہیں ملتی ہیں اور اس پی ڈی کو اُسی ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری کے under ہونا چاہیے۔ہم ریٹائرڈ لوگوں کو لیتے ہیں ہم ایسے لوگوں کو لیتے ہیں جو اُنکا مقصد ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں تو ویسے فارغ ہوں کوئی روڈ بن جائے نہ بن جائے پیسے چلے گئے، آ گئے، نہیں آئے، جیب میں گئے، کدھر گئے اِس کا مقصد ہے۔پی ڈی ایک بی آرسی قلعہ عبداللہ میں ہے دوسرا بی آرسی تربت میں ہے۔ابھی ایک بندہ کس طرح اِس کو کنٹرول کرسکتا ہے کہ وہ تربت بھی جائیگا وہ قلعہ عبداللہ بھی جائیگا اور وہ ژوب بھی جائے گا۔اسی لیے تو وہ منصوبے ہمارے فائدے کی بجائے نقصان کا ذریعہ بنتے ہیں۔

جناب چیئرمین: زمرک خان صاحب! باقی دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میں آپ سے صرف اتنا کہہ دوں دیکھ لیں میں آپکو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سی ایم صاحب

ہماری جو گورنمنٹ نے میں خود اُس کا حصہ ہوں۔ جو بجٹ اِس سال جتنا بھی بجٹ پیش ہوا ہے جس میں نان ڈویلپمنٹ اور ڈویلپمنٹ۔ اس دفعہ 249 کا آپکی ڈویلپمنٹ کا ہے۔ اُس میں سے صرف 66 جو Federal Funded وہ جمع کر لیں اور 38 اُس نے دیئے ہیں تو آپ کا 354 ارب کا آپ کا ڈویلپمنٹ بجٹ بنتا ہے۔ ابھی ہم اُس کو کس طرح خرچ کریں گے اِس میں ہمارا پورا سال ہمارے سامنے رکھا ہوا ہے۔ مَیں اِس پر سی ایم صاحب کی جو اپنی محنت ہے، مَیں اُن کی تو کیا کہوں کہ کتنا اُسکو appreciate کرلوں کہ اُن کی اور ہمارے خزانہ اور پی اینڈ ڈی کا جو منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں اُن کی۔ لیکن ایک گزارش یہ ہے کہ جتنی بھی آپ کی strategic اسکیمات ہیں یا جتنے بھی overall آپ نے اُنکو رکھے ہوئے ہیں، اُس کو تھوڑا انصاف کی بنیاد پر کمیٹی جو ہماری بنی ہوئی ہے اُس کے through کرلیں تو انشاءاللہ آپ کی کامیابی ہماری کامیابی ہوگی۔ اگر گورنمنٹ کچھ اچھے منصوبے لائے گی۔ ہم ہمیشہ اُن کے ساتھ دیں گے۔ یہ بھی اگر ہم اپنی پارٹی میں رہتے ہوئے بھی کوئی ایسا منصوبہ آجائے جس سے نقصان ہوگا یا جس میں ہمارا نظریاتی اختلاف ہوگا ہم اپنی پارٹی میں بھی اختلاف رکھتے تھے۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا ہے کہ ہم کسی کا لحاظ کرتے ہوئے غیر جمہوری، غیر آئینی کام کو ہم accept کرلیں یہ کبھی ہماری پارٹی میں نہیں ہوا ہے۔ میں اِسی لیے سی ایم صاحب کو جو بجٹ پیش ہوا ہے اُمید سے یہ کہتا ہوں کہ آئندہ سال آتے ہوئے میں جتنے بھی سیکٹرز ہیں خاص کر، میں نے کوئی چار پانچ سیکٹرز کی نشاندہی کی۔ جس میں ایجوکیشن، ہیلتھ۔ بس میں ختم کرنے والا ہوں جناب اسپیکر صاحب۔ ایگریکلچر، لائیو اسٹاک، گلہ بانی ہمارے 70% لوگ اِس سے منسلک ہیں زراعت سے منسلک ہیں یہ ہمارے صاف پانی کا، کیمونیکیشن سسٹم اِسکو top priority پر رکھ لیں یہ ہماری ضرورت ہیں۔ اور اُس کو اِس کی بنیاد پر۔ اگر خدانخواستہ کچھ ہوتا ہے تو پھر یہ بجٹ ویسے ہی پاس ہوگا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ انشاءاللہ ہمارے اِس ٹریژری بنچز اور اپوزیشن نے مل کر، یہ ہوتا رہتا ہے، یہ واک آؤٹ ہوتے رہتے ہیں ہم نے بھی کیے ہیں گورنمنٹ میں رہتے ہوئے کسی بل پر ہمارا اعتراض ہوتا ہے تو ہم چلے جاتے ہیں۔ لیکن ہم کبھی بھی ناکامی نہیں چاہتے ہیں۔ میں ایک عرض کرتا ہوں اپنے ٹریژری بنچز کے دوستوں سے کہ وفاق کے ساتھ ہماری جو یہاں مسلم لیگ (ن) کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، اُس بنیاد پر نہیں کہ جی ہم وفاق سے لڑائی جھگڑے چاہتے ہیں۔ حق کی بنیاد پر، آپ رائلیٹی لیتے ہیں، آپ کی ریکوڈک کا ہو، آپ کی سینڈک کا ہو، آپ کے سمندر کا ہو، آپ کے کرومائیٹ کا ہو، آپ کی ابھی نئی نئی جو الاٹمنٹس ہو رہی ہیں اُس کی ہو۔ اُس کے حق کی بنیاد پر ہم بلوچستان کے عوام کے لیے کام کریں۔ کوئی بھی ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ خدانخواستہ ہم اِس ملک کے لیے کوئی نقصان لائیں گے۔ یہاں جمہوری طریقے سے اگر لڑیں گے، پُرامن طریقے سے لڑیں گے اور اپنے حقوق کے لیے لڑیں گے۔

جناب چیئرمین: میں اپوزیشن لیڈر اور اُن کے ساتھیوں کو ویلکم کرتا ہوں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اور اپنے حقوق کے لیے بات کرتے رہیں گے یہ عوامی نیشنل پارٹی کا ایک اُصول ہے ہمیشہ ہم نے قربانیاں دی ہیں، جمہوریت کے لیے دی ہیں، آئین کے لیے دی ہیں، پارلیمنٹ کی بالا دستی کے لیے دی ہیں۔ غیر جمہوری راستہ اور تشدد کو روکنے کے لیے ہم نے ہمیشہ قربانیاں دی ہیں۔ ہم نے شہادتیں دی ہیں دہشتگردی کے خلاف۔ یہی چاہتے ہیں کہ law and order کی جو situation ہے اُس کو بھی آپ دیکھ لیں کہ بلوچستان میں امن وامان کا مسئلہ کتنا خراب ہوا ہے۔ ہم اِس کو کیسے اپنے کنٹرول میں لا سکتے ہیں۔ ہم اِسکو کیسے law enforcement agencies کو اپنے اُن حقوق کے تحفظ کرنا چاہیے کہ جی قلعہ عبداللہ میں ہو رہا ہے جس طرح پشین میں ہو رہا ہے جس طرح تربت میں ہو رہا ہے۔ جس طرح وہاں ہو رہا ہے۔ جس کا قصور تو نکالنا چاہیے کہ کون قصور وار ہے گورنمنٹ کے ساتھ تو ایک ایجنسیاں ہوتی ہیں اُن کو فنڈ ملتے ہیں ایک کھرب سے پتہ نہیں کتنے کتنے 100 ارب جب اُنکو فنڈز ملتے ہیں تو اُن سے ہم اپنی کارکردگی تو لے لیں ایک چیک پوسٹ بنی ہوئی ہے جناب اسپیکر۔

جناب چیئرمین: thank you زمرک خان صاحب مختصر کریں باقی دوستوں نے بھی تقریر کرنی ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ چیک پوسٹ والے سے پوچھ لیا جائے کہ جی آپ نے کیا کیا ہے آج تک؟ کتنے لوگوں کو کتنے دہشتگردوں کو پکڑا ہے۔ کتنے تخریب کاروں کو پکڑا ہے۔ کتنے اسلحہ فروش کو پکڑا ہے۔ کتنے منشیات فروشوں کو آپ نے پکڑا ہے نہیں؟ تو پھر کس چیز کے پیسے ملتے ہیں۔ یہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم سب مل کر یہاں جتنے بھی اپوزیشن کے ہمارے دوست ہیں ٹریژری کے دوست ہیں یہ سب مل کر ہم اِس صوبے کو بہترین سے بہترین بنا سکتے ہیں لیکن آخر میں یہ بات کرتا ہوں کہ ہمیں ساحل وسائل پر اپنے اعتماد لے لیں۔ جو اٹھارہویں ترمیم میں ہے اُس کو پامال نہیں ہونا چاہیے۔ اُس کے مطابق بلوچستان کے اپنے حقوق کا تعین کرنا چاہیے۔ اور ہماری رائلیٹی، ہمیں فقیر نہ سمجھا جائے۔ ہم وہ طریقہ اپنائیں کہ ہم سب سے بالاتر ہیں۔ بلوچستان سب سے بڑا صوبہ ہے۔ پورے پاکستان کو چلا رہا ہے۔ ہر لحاظ سے ہم دے رہے ہیں سونا اُن کو۔ ہم دے رہے ہیں پانی اُن کو ہم دے رہے ہیں ہم سمندر دے رہے ہیں۔ یہاں تک مچھلیاں بھی ہم دے رہے ہیں۔ ہم گیس دے رہے ہیں۔ ہمارا بڑا صوبہ ہے بڑے صوبے کا بڑے صوبے کی طرح خیال رکھنا چاہیے۔ میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اسپیکر صاحب! آپ نے مجھے ٹائم دیا بڑی مہربانی

جناب چیئرمین: میں سابقہ صوبائی وزیر میر ماجد ابڑو اور سابقہ ڈپٹی چیئرمین سینیٹ صابر بلوچ صاحب کو اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جناب اسپیکر صاحب! پراونشل پی ایس ڈی پی کے بارے میں۔

جناب قائد ایوان: ڈاکٹر صاحب! صرف ایک منٹ مہربانی ہوگی۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جی سی ایم صاحب۔

جناب قائد ایوان: شکریہ جناب اسپیکر! مجھے دوستوں نے بتایا تھا کہ مگسی صاحب نے، بلیدی صاحب نے اور صادق عمرانی صاحب نے۔ meanwhile میں نے کچھ messages بھی کیے اپنے ڈیپارٹمنٹس کو اسکیم کے بارے میں۔ جیسے آنرایبل اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ تین اسکیمیں اسٹارٹ ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب کے ٹائم پر۔ اور بلوچستان کو ضرورت تھیں۔ پھر پی ایم ڈی سی میں جب وہ مسئلے مسائل ہوئے۔ تو سینیٹ میں ہم تھے اُدھر بھی ہم نے چھوٹا موٹا کردار ضرور ادا کیا۔ لیکن دو اسکیمیں بڑی successful رہی ہیں ہر ایک کے ساتھ یہ ایشوز ہیں۔ اسی طرح کہ جیسے آپ نے خود فرمایا آپ کے knowledge میں ہے اور باقی دوستوں کے knowledge میں ہے۔ پہلے پی ڈی تھے اِن کے اسلم بلوچ صاحب۔ اور contractor جو تھے وہ بھی ایک سیاسی لیڈر ہیں اُن کے بھائی تھے۔ any how ہم نہ صرف انکوائری کریں گے اور جس انکوائری کا ذکر یونس عزیز زہری صاحب نے کیا ہے۔ اگر واقعی ہوئی ہے تو یہ میرے knowledge میں نہیں ہے۔ ہم اُس پر بھی عمل کریں گے۔ اور ساتھ ساتھ یہ assurance میں نے ابھی ڈیپارٹمنٹس سے بھی لیا ہے کہ ہم انشاءاللہ وتعالیٰ اِس اسکیم کو execute کریں گے۔ اِس کو میں نے پہلے کہا تھا کہ ہم اِسکو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: thank you

(اِس موقع پر معزز اراکین اسمبلی نے ڈیسک بجائیں)

جناب قائد ایوان: لیکن مناسب طرز عمل یہ جمہوریت کا حصہ ہے، یہ بائیکاٹ کرنا، اپوزیشن کرنا، یہ سب یہی اِس کی beauty ہے۔ لیکن مناسب طرز عمل یہ ہے کہ آپ کا کوئی ایشو ہے ایک چھوٹی specific scheme پر لے کر۔ اور اِس طریقے سے گورنمنٹ کی یہاں چھری رکھ کر یہ مناسب نہیں ہے لیکن ہم کیونکہ ہمیشہ سے کھلے دل کے ساتھ ویلکم کرتے ہیں اپوزیشن کو۔ اب آپ کا اپنا بندہ تھا ڈاکٹر صاحب! جو پی ڈی لگا تھا، اُس نے اسکیم تباہ کی ہے۔ صرف اُس نے خراب کیا ہے۔ انکوائری کریں گے۔ اُس کے بعد کیا کہتے ہیں کہ جو ٹھیکیدار ہے وہ بھی اپوزیشن بینچز کے ابھی ممبر ایک نہیں ہے، اُن کے بھائی ہیں۔ تو مطلب کہ اِسمیں جب انکوائری سامنے آئیگی تو بہت سارے لوگوں کے نام آئیں گے۔ scheme execute کرنا، وہ ہم کیسے جھالاوان کے لوگوں کے ساتھ کیسے کوئی سوچ سکتا ہے کہ خضدار کے لوگوں کے ساتھ ہم کوئی زیادتی کریں گے۔ یہاں ہم بیٹھے ہی اِسی لیے ہیں۔ لیکن ایک فارمولہ لگا تھا۔ وہ فارمولہ کیا تھا 2013ء سے جو چھ schemes تھیں، اُن کو کیپ کیا گیا۔ صرف 3.6 schemes declare ہوگئیں۔ یہ بات درست ہے کہ اُسکا پی ڈی جو تھا وہ dual charge تھے، ایک چارج اُس کے پاس چمن کا تھا اور دوسرا چارج خضدار کا تھا۔ کوئی جن تھا

کوئی جادوگر تھا جو اُدھر بھی ہینڈل کرتا تھا اِدھر بھی ہینڈل کرتا تھا۔ تو ہم نے آ کر اُس کے چارج ختم بھی کیے اور میں کوئی۔

جناب ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر صاحب!

جناب قائد ایوان: ڈاکٹر صاحب! آپ مائیک کو بند کریں مَیں آپ سے rebuttal نہیں کروں گا I request you۔ یہ دیکھیں میں آپ سے rebuttal کرنا ہی نہیں چاہوں گا تو میں آپ سے request کروں گا۔ rebuttal کریں گے تو پورا دن لگ جائیگا ناں۔ دو باتیں آپ کریں گے، دو میں کروں گا اور وہ میں چاہتا بھی نہیں ہوں، آپ بزرگ ہیں مَیں آپ سے بالکل نہیں کرسکتا۔ لہٰذا جناب اسپیکر! میں surety دے رہا ہوں کہ ہم انشاءاللہ اِس پر کام کریں گے۔

جناب چیئرمین: جناب رحمت صالح بلوچ صاحب۔ اچھا جی ڈاکٹر نواز صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جناب اسپیکر صاحب! پراونشل پی ایس ڈی پی کی بات تو ہمارے اپوزیشن لیڈر نے ڈیٹیل میں کی ہے اور ہمارے دوسرے ساتھیوں نے بھی کی ہے۔ اب میں فیڈرل پی ایس ڈی پی کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں سر! میرا علاقہ مرغہ کبزئی، ژوب ڈسٹرکٹ میں ہے۔ 1947ء سے آج تک حکومت نے وہاں ایک سنگل اینٹ بھی نہیں رکھی ہے۔ اِتنا پسماندہ اِتنا غریب علاقہ پورے پاکستان میں، میں کہتا ہوں کہ پوری دنیا میں نہیں ہے لیکن اِس مرتبہ ہمارے سی ایم صاحب اگر تھوڑا سا متوجہ ہو جائیں۔ اِس مرتبہ اگر ہمارے فیڈرل پی ایس ڈی پی میں 15 ارب روپے کے پراجیکٹ approve ہو گئے ہیں۔ یہ ہمارے سی ایم صاحب بلوچستان کی مرہون منت ہے۔ اِنہوں نے ہمارے اِس پسماندہ علاقے کو جب دیکھا کہ واقعی یہ deserving-area ہے، وہ بذاتِ خود چل کے پرائم منسٹر کے پاس، ہمارے جو فیڈرل منسٹر ہیں پی اینڈ ڈی کے اَحسن اقبال صاحب کے پاس خود گئے اور وہاں ان کو بتایا کہ یہ پروجیکٹ بلوچستان کا top priority project ہے۔ اور جناب اسپیکر! مَیں نے خود ایک لیٹر جو اُنہوں نے، مجھے وہ لیٹر وہاں سے ملا، جو اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور یہ اسکیم approve ہو گئی ہے۔ اِس سے ہمارے علاقے میں انشاءاللہ تعلیم بھی آئے گی، صحت بھی آئے گی، ایگریکلچر بھی improve ہوگا اور یہ پورے ہمارے علاقے کے لیے نہیں بلکہ یہ پورے بلوچستان کے لیے ایک بہترین روڈ ہوگی۔ یہ روڈ N-70 اور N-50 کو connect کرتی ہے جو کہ کم از کم 200 کلومیٹر راستہ یہ کم ہو جائے گا، جو ہماری minnings ہیں چماؤلنگ کی، دُکی کی، جب وہ جاتے ہیں تو بہت لمبا رُوٹ ہے۔ اب وہ لوگ جو دو دن کا فاصلہ طے کرتے ہیں، وہ اب ایک دن میں ہو جائے گا۔ مَیں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ مَیں اپنے وزیر اعلیٰ کو اپنے علاقے کے عوام کی طرف سے، اپنی طرف سے، اپنے حلقے کی جانب سے بلکہ ژوب کے پورے عوام کی طرف سے اُن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں۔

حاجی علی مدد جتک (جناب چیئرمین): Thank you ڈاکٹر صاحب۔ جی جناب رحمت صالح بلوچ صاحب

جناب رحمت علی صالح بلوچ: Thank you جناب اسپیکر! کہ آپ نے اس اہم موقع پر، بجٹ پر بجث کرنے کا مجھے موقع دیا میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بجٹ پر آنے سے پہلے میں یہ پھر گزارش کروں جیسے کہ کل میں نے بات کی تھی کہ اسرائیلی جارحیت جو ایران کے خلاف جاری ہے۔ ایرانی لیڈر شپ اور فوج، فوجی آفیسران اس کی زد میں ہیں خصوصاً ہمارا ریجن مکران بہت ہی critical صورتحال کا شکار ہو گیا ہے۔ بلکہ اس کے اثرات پورے تفتان پر پڑیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ راشن ناپید ہے، پٹرول نہیں ہے لوگ پریشان ہیں ایک بہت خوف و ہراس ہے، مایوسی ہے۔ صوبائی اور وفاقی حکومت کو اِن علاقوں پر نظر ڈالنی چاہیے اور لوگوں کو پریشانی اور مایوسی سے بچانا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب اسپیکر! جو موجودہ بجٹ ہے جسے ہمارے منسٹر فنانس منسٹر صاحب نے جو تقریر کی، اُن کی تقریر اور بجٹ بک میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بہت سارے فگرز میں جو مَیں نے اسٹڈی کی ہے بلکہ صرف باتیں کرنا مسئلے کا حل نہیں ہے۔ صوبے کی صورتحال ایک مشکل گھمبیر شکل اختیار کر گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہی پرانے بجٹ کا تسلسل ہے جو اس دفعہ دوبارہ پیش ہوا ہے۔ اور ہم یہ expect کر رہے تھے کہ اس بجٹ میں جو بنیادی مشکلات ہیں صوبے کی، اُس میں میگا پروجیکٹس، روزگار کے ذرائع، یہ چیزیں آئیں گی۔ لیکن ایسے کوئی میگا پراجیکٹس نہیں ہیں جو صوبے کے بیروزگار نوجوانوں کی مایوسی کو ختم کریں۔ اور جو زندگی کی بنیادی سہولیات ہیں اُن کو پورا کر سکیں۔ میں ایک دفعہ نظر ڈالتا ہوں فیڈرل پی ایس ڈی پی پر، مَیں سی ایم صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے بھی بلوچستان کے لیے ایسی خاطر خواہ کوئی میگا پروجیکٹ کی اسکیم نہیں ڈالی جو قابل تعریف ہو۔ بلکہ سی ایم صاحب کی اپنے efforts اور منسٹر پی اینڈ ڈی کے ساتھ ہم نے کئی دفعہ ساؤتھ پیکج بلوچستان کی جتنی روڈز ہیں، بہت زیادہ efforts کئے ہیں۔ لیکن اس دفعہ بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ برائے نام ریفلیکٹ ہیں ان کے لیے کوئی فنڈنگ نہیں ہے، جیسا وہ پورے ریجن میں بیلہ، آواران، جھاؤ روڈ ہے، ہوشاب، آواران روڈ ہے، پنجگور، ناگ گچک روڈ ہے، چیدگی پروم، پنجگور پروم، زامران، بلیدہ پوری بارڈر پٹی کی نیٹ ورکنگ ہے۔ یہ اِن میں سے کسی کو خاطر خواہ فنڈنگ نہیں کی۔ دوسرا یہ ہے کہ پھر جب وفاق نے سولر سسٹم پر اِتنا ٹیکس لگا دیا جو کہ ایک غریب بجلی نہ ہونے کی وجہ سے دو پلیٹ لے کر ایک سمر سیبل یا پنکھا چلاتا تھا آج جو 18 پرسنٹ ٹیکس لگا دیے اِس جولائی میں جب شروع ہوگی تو اتنی مہنگا ہوگی کہ زمینداری کے حساب سے بھی لوگوں کی کمر ٹوٹ جائے گی اور ویسے ہی لوگوں نے جو اپنی سہولت ایک سولر سسٹم پہ ڈالی تھی وہ بہت مہنگا کر دیا ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ جو زمینداری سیکٹر میں سولر سسٹم پر اتنا ٹیکس نہیں لگانا چاہیے تھا۔ کیونکہ ہماری بیسک جو اکانومی ہے وہ dependent ہے لائیو سٹاک اور ایگریکلچر پر۔ اور ایگریکلچر اِتنا بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے اُس میں بھی خاطر خواہ اتنی فنڈنگ نہیں ہے جو ہونا چاہیے تھا۔ اس کے علاوہ

جناب اسپیکر! میں یہ بتاؤں کہ یہاں منسٹر فنانس کی اسپیچ میں جو sustainable goals ہیں، انٹرنیشنل اسٹینڈرڈز کے مطابق 2 ارب 19 کروڑ روپے کا فگر دیا ہے کہ ہم نے رکھے ہیں، SDGs کے مطابق۔ میں یہ گزارش کروں میں اور اپوزیشن لیڈر اور میڈم منسٹر ایجوکیشن، 5 مئی سے 8 مئی تک SDGs پر جو انٹرنیشنل ایک کانفرنس تھی اسلام آباد میں، ہم نے اٹینڈ کی۔ میں سی ایم صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ ابھی تک آپ کے پاس یہ ریفارم یونٹ، یہ نان فنکشنل ہے۔ دیکھیے SDGs میں جب آپ جائیں گے تو اُس میں ہیلتھ ہے، اُس میں ایجوکیشن ہے۔ اُس میں آپ کی اکانومی کو boost-up دینے کے لیے ایگریکلچر ہے جو یہاں MMR ہے IMR ہے جو اس کا ریشو بڑھ گیا ہے، دوران زچگی اموات ہیں، سینیٹیشن ہے اور آپ کی باقی بنیادی سہولیات ہیں جو آپ اپنے سکولوں میں، ایجوکیشن سیکٹر میں دینا چاہتے ہیں۔ اُس میں تینوں صوبوں نے اپنے فوکل پرسن مقرر کیے تھے۔ تینوں صوبوں کے فوکل پرسن نے، اسمبلی کا ایک ایک ایم پی اے مقرر تھا، اسمبلی سے نمائندگی تھی اور پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے۔ لیکن بدقسمتی سے بلوچستان سے کوئی نہیں تھا۔ اب میڈم منسٹر نے جاکے وہاں represent کی۔ لیکن وہ جو تیاری ہونی چاہیے گورنمنٹ کی۔ اِس دفعہ اس بجٹ میں بھی اِسی طرح sustainable goals، انٹرنیشنل اسٹینڈرڈز کے مطابق جب ذکر کیا گیا ہے میں گزارش کرتا ہوں کہ ریفارم یونٹ بنایا جائے اور اس کی فوکل پرسن ہوں۔ باقاعدہ صوبے کے تمام سیکٹرز میں، جو انٹرنیشنل ریکوائرمنٹس ہیں، ہیلتھ سیکٹر میں، ایجوکیشن سیکٹر میں، ایگریکلچر سیکٹر میں، اریگیشن سیکٹر میں، اُن کو، اُن پر نظر ثانی کریں اور بہتر سے بہتر پالیسی اور پلاننگ دیں۔ بلکہ تمام ایم پی ایز کو، یہاں ایک awareness programe منعقد کریں، سیمینار منعقد کریں کہ دیکھیں ناں آپ حلقوں میں جہاں جتنے فنڈز اور بجٹ ملے ہیں وہ سیکٹر وائز ہونا چاہیے تھا۔ awareness نہ ہونے کی وجہ سے بہت سارے حلقوں میں جو proposals گئے ہیں وہ صرف ایک ہی سیکٹر کو addresses سے زیادہ روڈوں پر یا زیادہ ٹیوب ویل پر، مطلب وہاں ایجوکیشن ہیلتھ پر کوئی اہمیت نہیں ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں جناب اسپیکر! جب ہم باتیں کرتے ہیں ہم عملی صورت میں اسی طرح عمل کریں۔ بلکہ میں یہ گزارش کروں کہ جو پچھلا ہمارا یہ حلقوں میں ہم نے جو تجاویز دی تھیں۔ اب دیکھیں سر! میں نے صرف دو ایمبولنس کے لیے تین کروڑ روپے تجویز کیے تھے۔ میرے ڈی ایچ کیو ہاسپٹل کے تمام ایمبولنس خراب ہیں۔ ابھی تک اس کو صرف ایک کروڑ 20 لاکھ کا allocation ملا تھا ایک کروڑ 80 لاکھ ابھی تک نہیں ہیں۔ صرف تین کروڑ کے ٹرانسفارمر کا تجویز تھا ان میں اسی طرح ہے کہ ابھی تک اس کا allocation ایک کروڑ آئی ہے باقی دو کروڑ نہیں ہیں۔ اب میں حیران ہوں ہمارے دوست برملا کہتے ہیں جی ہم نے پی ایس ڈی پی کی جو ڈیولپمنٹ سیکٹر ہے اس کی 95% utilization کی ہے۔ اب میں یہ سوال raise کرتا ہوں کہ جو پچھلے ہمارے حلقوں میں جتنی اسکیم تھی ان میں سے ان کی 30 پرسنٹ سے زیادہ allocation نہیں تھی۔ آج بھی

اگر ہم پی اینڈ ڈی میں جاتے ہیں صرف مافیا باہر گھومتا ہے دندے کی بات کرتا ہے۔لیکن کسی کو نہ authorization ملتی ہے نہ ریلیز۔مَیں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس طرح اگر اسکیم التواء کے شکار ہو جائے گی۔ہمارے پاس مہنگائی کی وجہ سے دن بدن ریٹس بڑھ رہے ہیں۔پھر وہ ٹھیکیدار کہے گا جی مجھے نقصان ہے وہی کام التواء کا شکار ہوں گے۔تو مَیں گزارش کرتا ہوں کہ اس دفعہ یہ جولائی میں اُن تمام on-going schemes کو پھر کم فنڈ دیئے ہیں۔اب اُن کی نشاندہی کریں گے۔ان کی completion کے لیے وزیراعلیٰ خود interested ہیں اور خود میں دیکھ رہا ہوں مانیٹرنگ کر رہے ہیں۔مَیں یہی اُمید کروں گا کہ سی ایم صاحب اپنی پھر مانیٹرنگ میں ان تمام اس کو اسکیموں کی completion کو یقینی بنائے گی۔اس کے علاوہ جناب سب سے بڑا مسئلہ یہاں بیروزگاری ہے۔پھر آپ دیکھیں جو ہمارا ملازم طبقہ ہے، I don't know کہ ہم جب حکومتوں میں آتے ہیں ہم ملازم طبقے کو اپنا دشمن کیوں سمجھتے ہیں۔دیکھیں جو بندہ 45 ہزار تنخواہ اُٹھا رہا ہے۔اگر 285 کے حساب سے ڈالر کا ریٹ اب آپ لگائیں آپ سمجھیں 15 ہزار لے رہا ہے۔اس مہنگائی نے ملازمین کی کمر توڑ دی ہے۔اور ہماری حکومتی ٹیم نے گرینڈ الائنس کے ساتھ مذاکرات کرتے ہوئے اعلان کیا پریس کانفرنس کی لیکن اپنے وعدے پر عملدرآمد نہیں کیا۔میرے خیال میں کل یا پرسوں پھر گرینڈ الائنس کا اعلان ہے کہ ہم احتجاج کریں گے۔پورے صوبے میں ہڑتال کریں گے قلم چھوڑ اور تالہ بندی، دھرنا دیں گے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت نظر ثانی کرے۔اِن کے جو جائز مطالبات ہیں اور جس طرح باقی صوبوں نے اپنے ملازمین کی سیلریز کو بڑھا دی ہے، اُسی پرسنٹ کے حساب سے بڑھا دیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو وفاقی بجٹ ہے same صوبے نے اُسی کی کاپی کی گئی ہے۔کوئی خاطر خواہ relief ملازمین کو بھی نہیں ملی ہے۔جو کہ اس پر نظر ثانی ہونی چاہیے۔اور میں یہ امید کروں گا کہ یہاں جو ہم اپوزیشن ہیں ہم نے کوشش کی ہے کہ تعمیری تنقید ہو، بیجا تنقید، ذاتیات اور سوشل میڈیا کا دور ہے بہت سارے لوگ ادھر سوشل میڈیا کے سامنے آ کے ہیرو ازم کے شکار ہیں کہ میری جذباتی باتیں چلتی ہیں۔لیکن ہم نے کوشش کی ہے کہ بردباری، دلیل اور منطق justification کے ساتھ اس فلور پر ہم تعمیری تنقید کریں۔اُمید یہ کرتے ہیں کہ ہماری حکومتی بینچز کے دوست اپنی اصلاح کریں گے اور وہ عوامی اجتماعی مسائل کو جب ہم ادھر expose کریں گے اس پر وہ ضرور توجہ دیں گے اور اُن کے حل کے لیے کردار ادا کریں گے۔اس کے علاوہ قائد ایوان نے جھالاوان میڈیکل کالج کے بارے میں بات کی ہمیں اُمید کروں گا کہ یہ جو اسکیم جس نے delete کی ہے slashes کرا دیئے جناب اسپیکر! یہ سراسر عوام دشمنی ہے اس میڈیکل کالج میں بحرین، قطر، اُومان، مسقط، دوبئی آپ کے صوبے کی تمام ڈسٹرکٹس کے کوٹہ سیٹیں اور آپ کے ہمسایہ صوبے کی سیٹیں ہیں۔اس کے علاوہ اسی میڈیکل کالج کے سٹوڈنٹس ہاؤس جاب بھی complete کر چکے ہیں۔اُن کی رجسٹریشن ہوگئی ہے PMDC میں اور پھر یہ جو تین میڈیکل کالجز ہیں کس

مصیبت سے یہ سالانہ recognize ہورہے ہیں ابھی بھی PMDC کی جو تلوار لٹک رہی ہے کہ مَیں complete طور پر ان کالجز کو رجسٹریشن نہیں دونگا۔ recognize نہیں کروں گا کیونکہ آپ لوگوں نے پہلی دفعہ جب یہ بنے وہ سہولت تھی جب yearwise جائیں گے جو فرسٹ ائیر سے سیکنڈ ائیر، تھرڈ ائیر، فورتھ ائیر کی جو کلاسیز، فائنل ائیر کی شروع ہونگی وہ requirement ہونی چاہیے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ لورالائی میڈیکل کالج، مکران میڈیکل کالج اور خضدار میڈیکل کالج کے علاوہ ہم یہ expect کررہے تھے کہ اس دفعہ نصیرآباد اور مستونگ میں جو گرلز میڈیکل کالج جو نواب شہید غوث بخش ہسپتال بالکل ایک existing اس طرح کا ہاسپٹل ہے جو میڈیکل کالج کا اُس کو درجہ دینا ہے کہ وہ اِسی پورے علاقے کی ریجن کو cover کریگا لیکن بدقسمتی سے بجائے کہ ہم میڈیکل کالجز کو بڑھائیں اور رقبے کے لحاظ سے 46% اور 47% یہ پھیلے ہوئے صوبے کو coverage دیں human resource دے دیں اس دفعہ پھر اس کو کم کرنا یا slash کرنا مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے عوام کے ساتھ یہ انتہائی ایک زیادتی اور ظلم ہے اور اس کا ازالہ وزیرِ اعلیٰ صاحب نے جب وعدہ کیا اور مَیں اُمید کروں گا کہ اس کو دوبارہ reflect کرینگے اور اس پروجیکٹ کو تیزی سے شروع کریں گے۔ مَیں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : Thank you۔ جناب ظہور احمد بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات): شکریہ جناب اسپیکر! 26-2025 کا جو بجٹ ہے۔ یہ انتہائی متوازن بجٹ ہے۔ اور مَیں وزیرِ اعلیٰ بلوچستان، کابینہ، اراکین اسمبلی اور بلوچستان کے عوام کو اس بجٹ کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! تاریخ میں پہلی دفعہ 1 ہزار 28 ارب کا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ جس میں 249 ارب کا پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ ہے۔ اور باقی ہماری recurring budget ہے۔ اگر آپ بجٹ کا پوسٹ مارٹم کریں تو اِس بجٹ میں تقریباً تمام سیکٹرز کو کور کیا ہے۔ اور خصوصاً اس دفعہ وزیرِ اعلیٰ صاحب کی قیادت میں ایک اور چیز دیکھنے میں آئی ہے کہ بلوچستان میں سوشل پروٹیکشن کے لیے اچھا خاصا allocation رکھا گیا ہے جس میں 16 ارب انٹر پرائز ڈیولپمنٹ پروجیکٹ ہے۔ جس میں بیروزگار نوجوانوں کو، اُنکو قرضہ دیا جائے گا تاکہ وہ اپنے چھوٹے موٹے کاروبار وہ establish کریں۔ اس کے علاوہ اگر آپ دیکھیں تو سوشل پروٹیکشن کے حوالے سے اور بھی کئی پروجیکٹس شامل کیے گئے ہیں۔ جس میں ہماری انڈسٹریل ڈیولپمنٹ بھی ہے۔ جس میں ہماری meat processing plants ہیں اسی طرح vegetable markets ہیں۔ اور ان کی جو لاگت ہے وہ billions میں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بلوچستان میں جتنے بھی ڈسٹرکٹ ہیں یا تحصیل ہیں۔ جہاں جہاں viability ہیں وہاں حکومت بلوچستان vegetable markets اور meat processing plants اور اس طرح چیزیں لگائے گی۔ اگر آپ

دیکھیں اس دفعہ ایک بڑی اور اچھی delebration ہوئی ہے اگر آپ دیکھیں ہمارے جو ہمسایہ ممالک ہیں وہاں meat کی بڑی ضرورت ہے وہاں جو فی کلو meat ہے وہ double ہیں۔ اگر ہم اُسکو چمن تربت گوادر اور جتنے بھی بارڈرنگ ڈسٹرکٹس ہیں وہاں meat processing plants لگا کر اُنکو export کریں تو اچھا خاصا زرمبادلہ بھی کما لیں گے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کا روزگار بھی لگ جائیں گے۔ ایک اور اہم ترین پراجیکٹ جس میں جو fertilizer city کے نام سے ہم نے رکھا ہے اب یہ ایک انوکھا اور ایک نیا آئیڈیا ہے کہ ہمارے پاس low BTU gas کافی وافر تعداد میں موجود ہے اوچ پاور پلانٹ جو بجلی پیدا کرتی ہے جب میں نے وہاں وزٹ کیا تو مجھے وہاں بتایا گیا کہ وہاں billion of dollars کی reserviors ہیں۔ اور وہ پلانٹ ہٹا رہے ہیں تو میں نے اُن سے سوال کیا کہ ہم یہ کیا کریں گے اِتنے billion of dollars کے ہمارے پاس جو ہیں low BTU جو British Thermal Units کی جو گیس ہیں تو وہ کسی کام کے نہیں تو اس دفعہ سی ایم صاحب نے ایک اچھا آئیڈیا conceive کیا ہے کہ جہاں جہاں یہ گیس دستیاب ہیں وہاں ہم فرٹیلائزر سٹی بنائیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں ہم فرٹیلائزر انڈسٹری کو ڈیولپ کریں گے تاکہ اُس گیس کو استعمال میں لے آئیں اور بلوچستان میں انڈسٹریلائزیشن کا رجحان پیدا ہو اور انڈسٹریلائزیشن شروع ہو جائیں۔ تو یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور بڑا اہم ہے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی ہمارے سوشل سیکٹر ہیں آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے سوشل سیکٹر وہ بڑا کمزور ہیں اور اُس پر ماضی میں اتنی زیادہ توجہ نہیں دی گئی ہے اس دفعہ پی ایس ڈی پی میں کوشش یہ رہی ہے کہ سوشل سیکٹر کو پروموٹ کیا جائے خصوصاً ہیلتھ اور ایجوکیشن کو۔ یہ ہمارے وہ شعبے ہیں جن کی وجہ سے عام آدمی فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور عام آدمی suffer کر رہا ہے تو اُس پر ہم کافی توجہ دے رہے ہیں تقریباً کوئی تین ہزار کے قریب اسکولز بنا رہے ہیں اسی طرح ہیلتھ ریفارمز وہ بھی پائپ لائن میں ہیں وہ اسمبلی میں بل آ چکا ہے اور کمیٹی کے سپرد ہوا ہے اُس پر بھی بڑی تیزی کے ساتھ کام جاری ہے اور اسکے لئے بھی بجٹ میں اچھا خاصا ایلوکیشن رکھا گیا ہے صرف بات یہاں تک نہیں رکتی بلکہ جتنے بھی ہمارے سیکٹرز ہیں خاص کر انفرااسٹرکچر ڈویلپمنٹ کے ہوں خاص کر ہمارے نئے سکولوں اور نئے ہسپتالوں کے ہوں یا آب نوشی کی نئی اسکیمات ہوں۔ یا ہماری آب پاشی کی نئی اسکیمات ہوں ایک جامع حکمت عملی بنائی گئی اور اُسکے تحت یہ ساری چیزیں کی جا رہی ہیں۔ آپ گوادر میں پچھلے دنوں سی ایم صاحب گئے تھے تو وہاں پانی کا جو مسئلہ ہے خصوصاً جیونی کا تو پچھلے سال ہم نے جیونی بلکہ دو تین سال پہلے جیونی کے لئے پائپ لائن ڈالا تھا اور وہ بھی تقریبا near completion ہے اور اس دفعہ جو آکڑا ڈیم ہے جو گوادر اور جیونی کو پانی سپلائی کرے گا اُسکے لئے دو ہزار ملین روپے رکھے گئے ہیں جو انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اسی طرح کولانچ جو ایک اہم جگہ ہے گوادر میں وہاں تئیس چوبیس ایسے گاؤں ہیں جن کو پانی نہیں مل رہا تھا اُسکے لئے پچھلے سال ایک

اسکیم ڈالی گئی ڈھائی ارب روپے کی لاگت سے اور اس دفعہ حکومت اُسکو مکمل کرنے کے لئے اچھی خاصی ایلوکیشن رکھی ہے یہ صرف میں نے گوادر کی بات کی ہے۔ بلکہ ہمارے جتنے بھی ڈسٹرکٹس ہیں تربت، پنجگور، واشک، خاران، ژوب، اور لورالائی کہیں اُسکو ہم نے پراونشل پی ایس ڈی پی میں accommodate کیا ہے اگر پراونشل پی ایس ڈی پی میں نہیں ہوا ہے تو ہم نے فیڈرل پی ایس ڈی پی میں اُسکو accommodate کیا ہے اب اس طرح ہم نے یہ نہیں دیکھا ہے کہ یہ اپوزیشن کا حلقہ ہے یا یہ حکومتی حلقہ ہے۔اب واشک وہ انتہائی پسماندہ ہے زاہد صاحب بیٹھے ہوں گے ہمیشہ اسمبلی میں بولتے ہیں اس دفعہ واشک ڈویلپمنٹ کے لئے پانچ ارب روپے رکھے گئے ہیں حالانکہ وہ اپوزیشن میں ہیں لیکن حکومت نے یہ پانچ ارب نہیں دیکھے ہیں کہ یہ حکومت صرف حکومتی حلقوں کو ترقی دے بلکہ حکومت یکساں ترقی پر یقین رکھتی ہے اور وہ need based ترقی پر یقین رکھتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ جہاں جس چیز کی ضرورت ہو وہیں وہ اسکیم لائی جائے تاکہ عام لوگوں کی زندگی میں جو ہے ایک بہتری لائی جاسکے۔آپ اگر دیکھیں کہ فیڈرل پی ایس ڈی میں اس دفعہ ہم نے لڑ جھگڑ کر کے کافی میٹنگیں کر کے ایک ایک اچھا خاصا ایلوکیشن بلوچستان کے لئے لیا ہے۔ٹوٹل جو فیڈرل پی ایس ڈی پی ہے وہ تقریباً ایک ہزار کے قریب ہے لیکن پرائم منسٹر صاحب پچھلے دنوں یہاں تشریف لائے تھے اُنہوں نے بلوچستان کے لوگوں سے جو ہے زبان کی کہ وہ اُنکو جو ہے جتنے بھی ہمارے آن گوئینگ اسکیمات ہیں جو بلوچستان کو connect کرتی ہیں جو بلوچستان کی ترقی میں جو ہے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں اُن کو جلد مکمل کرے گی۔او ریہی جو روزانہ حادثے ہوتے تھے کوئٹہ کراچی رُوٹ روڈ پر اور یہ روڈ جو ہے زبانِ زدعام تھا اس مرتبہ الحمداللہ ایک سو بیس ارب روپے صرف اسی روڈ کے لئے فیڈرل گورنمنٹ نے رکھے ہیں صوبائی حکومت کی سفارش پر تاکہ اسکو جو ہے جلد اور فوری طور پر اُسکو منظور کیا اور اسکے علاوہ بلوچستان میں صرف علاقائی بنیادوں پر یا حلقوں کی بنیاد پر اسکیمات نہیں رکھی گئی ہیں بلکہ بلوچستان کے وسیع تر مفادات کو دیکھتے ہوئے بلوچستان کے عام لوگوں کی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے بڑے پیمانے پر جو ہیں فلیگ شپ پروجیکٹس رکھے گئے ہیں۔اب چاغی ہمارا ایک minerals rich ایک ڈسٹرکٹ ہے ریکوڈک، سینڈک اور باقی جو ہیں ہمارے منرل وسائل ہیں وہ چاغی میں موجود ہیں۔اور چاغی کی بھی اپنی اہمیت ہے۔لیکن بدقسمتی سے وہاں جو ترقی کی شرح ہے وہ بڑا low رہا ہے۔اس دفعہ حکومت نے محسوس کیا ہے چونکہ چاغی کی ہماری نیشنل اکانومی میں ہماری پراونشل جی ڈی پی میں ایک اہم کردار رہا ہے تو اس وجہ سے چاغی ڈیولپمنٹ کے لئے جو ہے آٹھ ارب جو ہیں وہ رکھے گئے ہیں۔اور نہ صرف یہ صرف چاغی کی جو عام لوگوں کی ڈیولپمنٹ ہے بلکہ یہ چیز بھی ہم بخوبی جانتے ہیں کہ دنیا میں جو رینیوَل انرجی ہے وہ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔دنیا جو ہے رینیوَل انرجی کی طرف جو ہے شفٹ ہوتی جارہی ہے جہاں پر سولر انرجی ہے وِنڈ انرجی ہے آئیڈرل انرجی ہے اور بھی جو ہے انرجی کے پیدا کرنے کے ذرائع ہیں۔تو چاغی رینیوَل انرجی

کے حوالے سے ونڈ انرجی جو ہے بڑا مشہور ہے، وہاں پر ایک بڑا ونڈ کوریڈور ہے تو اس دفعہ حکومت نے جو ہے اسکے لئے پانچ ارب روپے رکھے ہیں۔ جس میں چاغی کی انڈسٹریل ڈیولپمنٹ اور باقی جو ہے اُس کی ضروریات کو پوری کرنے کے لئے ہوں۔ ٹرانسپورٹیشن صوبے کا جو ہے ایک اہم شعبہ ہے۔ اور اسی ٹرانسپورٹیش اور موبیلٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس فعہ 53 ارب روپے کے قریب ایلوکیشن جو ہے سی اینڈ ڈبلیو کو دیا گیا۔ اور نہ ہی صرف ہم نے روڈ ز بنانے کا طے کیا ہے بلکہ ہم لوگوں کو جو ہے viable اور سستی جو سفری سہولیات ہیں اُن کو دینے کیلئے جو ہے ہم نے کوشش کی ہے اور تاریخ میں پہلی دفعہ بلوچستان میں پیپلز ٹرین سروس چلائی جا رہی ہے۔ اور بجولیلی سے لیکر سریاب تک یہ ٹرین چلائی جائیگی اُس کی فیزابیلٹی مکمل ہوئی ہے۔ اور آپ کو جو ہے حیرانگی ہوگی کہ یہ سروس صرف تین ارب روپے میں جو ہے وہ لوگوں کو دی جائیگی۔ تو اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حکومت جو ہے نہ صرف روایتی انداز میں بلوچستان کے افیئر ز کو چلا رہی ہے بلکہ innovation، innovative اور ایسی نئی نئی چیزیں جو ہیں وہ innovate کر رہی ہے تا کہ بلوچستان کے لوگوں کو فائدہ ملے جس طرح فرٹیلائزر سٹی ہے۔ پیپلز ٹرین سروس ہے۔ اسی طرح کوئٹہ بلوچستان کا جو ہے face ہے۔ بلوچستان کی تیس پرسنٹ آبادی ہماری جو ہے پراونشل کیپٹل میں رہتی ہے۔ لیکن یہاں پر لوگوں کے پاس کوئی as such سفری سہولیات نہیں تھیں وہی پرانے رکشے وہی پرانی جو ہیں بسز جن سے دھواں نکلتا ہے جس سے جو ہے noise pollution ہوتا ہے اور لوگوں کی جو ہیں زندگیاں اجیرن ہوگئی ہیں تو بلوچستان گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کو جو ہماری گرین بس سروس ہے اس کو expand کریں مزید بسیں بھی مزید روٹس بنائیں تا کہ لوگوں کو جو ہے اس کا فائدہ ملے اور عام آدمی جو ہے اس سے مستفید ہوں۔ اسی طرح تربت شہر میں بھی بس سروس جو ہے وہ شروع ہونے والی ہے بسوں کی procurement ہو چکی ہے اور پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کی بنیاد پر جو ہے اُن کو بھی ایک دو مہینے میں بس وہاں پر on road ہوں گے اور تربت کی تقریباً جو لاکھوں کی آبادی ہے اُس کو فائدہ ملے گا اور وہاں کے لوگ جو ہیں بولان اور باقی جو ہے costly transportation ہے اُن سے لوگوں کی جان چھوٹ جائے گی۔ بولان سے مراد وہاں پر بولان جو ہے وہ ایک carry ہے جس کو تربت کی عام زبان میں بولان استعمال کرتے ہیں، ڈاکٹر صاحب کو اچھی طرح پتہ ہے۔ اسی طرح ہمارے باقی جو بلوچستان کی جو ڈیولپمنٹ ہے اس کو بڑی سنجیدگی سے لیا گیا ہے۔ بنیادی مقصد جو ہمارا رہا ہے ہماری ہیومن کیپٹل ڈیولپمنٹ رہی ہے۔ جتنی بھی سڑکیں بنائیں جتنے بھی ڈیمز بنائیں جتنے بھی پبلک ہیلتھ کی اسکیمات دیں۔ جتنی بھی ٹرانسپورٹشن کی جو ہیں نئی نئی اسکیمات لے آئیں۔ جتنے بھی ہم جو ہیں سوشل پروٹیکشن کی اسکیمات کریں ان کا جو منبع ہے ان کا جو محور ہے وہ ہیومن کیپٹل ڈیولپمنٹ ہے کہ بلوچستان کے عام لوگوں کی زندگی میں ایک فرق آجائے۔ بلوچستان کے عام لوگ جو ہیں اس بجٹ جو ہے ایک فرق محسوس کریں۔ اور میں یہ بتا تا چلوں کہ پچھلا جو

ہمارا بجٹ تھا سی ایم صاحب نے بے تحاشہ میٹنگز کی ہیں۔ پروگریس رپورٹ مانگی۔ ڈیپارٹمنٹس کی استعدادِ کار بڑھائی۔ اور تاریخ میں کبھی بھی آپ نے نہیں دیکھا ہوگا کہ بلوچستان صوبہ جو ہے اپنی ڈیولپمنٹ بجٹ وہ ساٹھ فیصد اضافہ یا ساٹھ فیصد سے زیادہ جو ہے انہوں نے خرچہ کیا ہوگا۔ لیکن الحمداللہ اس مرتبہ صوبائی حکومت 100% expenduture دیئے ڈیولپمنٹ کی مد میں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ڈیپارٹمنٹس ہیں جن کی استعدادِ کار جو ہے بڑی محدود تھی اُن کا استعدادِکار بڑھایا ان کو push کیا اور وہ پیسے جو ہیں وہ سیف سسٹم سے جو ہے نکل کر زمین پر لگ چکے ہیں۔ اور یہ بات صرف بلوچستان تک محدود نہیں۔ بلکہ آپ اسلام آباد بھی جاتے ہوں گے، ہمارے مختلف ایم پی ایز ہمیشہ وہاں پلاننگ کمیشن میں جاتے ہوں گے کہ پروجیکٹس اور اسکیم کی بات کرتے ہوں گے تو وہ ہمیں یہ طعنہ دیتے تھے کہ آپ تو اپنا ڈیولپمنٹ بجٹ استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ تو آپ کیوں یہاں پیسہ مانگنے آئے ہیں؟ ہم آپ کو پیسہ تو دے دیں گے لیکن استعمال کون کرے گا؟ لیکن الحمداللہ اس دفعہ جوان کا یہ طعنہ ہے یہ جو انکی بات ہم نے وہ پوری طور پر ختم کردی ہے۔ اور بلوچستان نے اپنا سارا پیسہ جو ہے وہ خرچ کر دیا ہے۔ اور انشاءاللہ وتعالیٰ یہ سرف ہماری جو پروشل بجٹ ہے جو ہماری forecast ہے یہ صرف کاغذوں کی حد تک نہیں ہے۔ انشاءاللہ اس کو آپ implement ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔ آپ بلوچستان کے جو ہیں عام لوگوں کی زندگی میں فرق محسوس کرتے ہوئے دیکھیں گے۔ جب یہ جائے گا end consumer تک عام جب یہ خیر دین اور گل محمد تک پہنچے گا، جب اُنکی زندگی میں ایک فرق آئے گا تب جو ہے آپ یہ کہہ سکیں گے کہ یہ جو ہے حکومت نے ایک بہترین اور ایک متوازن بجٹ جو ہے لوگوں کو بنا کر دیا ہے۔ تو میں اِنہی گزارشات کے ساتھ اپنی speech کا اختتام کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی میر غلام دستگیر بادینی صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! جس طرح کہ ہمارے منسٹر P&D نے کہا کہ جو اسکیمز ہیں وہ زمین پر لگ چکی ہیں، CM صاحب سے گزارش ہے کیونکہ CM صاحب چلے گئے باہر تو ایسی کمیٹی بنائی جائے کہ 2024 اور 2025 کی اسکیمز ہیں، ایک ایک اسکیم کو check کیا

جائے کیونکہ یہ اسکیم جو ہیں یہ عوام کی ہیں یہ بلوچستان کے لوگوں کی ہے آیا اسکیم گراؤنڈ پر لگ چکی ہیں یا نہیں۔ جناب چیئرمین صاحب جیسے میر بھائی فنانس منسٹر میر شعیب جان نے بجٹ پیش کیا چونکہ مَیں جناب اسپیکر صاحب اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہوں میری جو تجاویز ہیں مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ رول ماڈل کے طور پر کہ کم از کم ہمارے منسٹر P&D صاحب نے بات کی۔ اِسی طرح ہمارے CM صاحب نے بات کی، اِسی طرح ہمارے منسٹر فنانس صاحب نے بات کی رول ماڈل کے طور پر بلوچستان کے، بلوچستان انتہائی پسماندہ ہے جناب اسپیکر صاحب 36 ڈسٹرکٹس ہیں ابھی

تک لوگ basic جو بنیادی جو اُن کے جو حق ہیں وہ اُن کیلئے رو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب ہونا یہ چاہیے تھا کہ 10 حلقے یا 10 ڈسٹرکٹس treasury benches سے ہوتے 5 ڈسٹرکٹس یا 5 حلقے اپوزیشن سے دیئے جاتے اور اِن 15 ڈسٹرکٹس کو ایک رول ماڈل کے طور پر اِن پر کام کیا جاتا اِن سے start لیا جاتا کہ اِن کو ہم نے رول ماڈل ڈسٹرکٹس بنانے ہیں کہ بلوچستان پسماندہ ہے یہ 5 جو بجٹ ہیں ہم جا کر 30,35 اور 36 تک پہنچ سکتے تھے اگر 5 سالوں نے ہم اپنا ایک ٹارگٹ رکھتے تھے کہ جی ہم نے اِن ڈسٹرکٹس میں ایجوکیشن میں جو ضرورت ہے گرم ایریاز ہیں وہاں پر ہم نے اِن کو بچوں کو یا گرلز کالج ہے یا بوائز کالجز ہیں وہاں ہم نے سولر لائٹس پر اِن کو shift کرنا ہیں۔ اِسی طرح جناب اسپیکر صاحب ہمارے کالجز ہیں بوائز یا ڈگری یا گرلز کالجز ہیں اِن میں ہم نے digital labs دینے ہیں۔ اِسی طرح ہم نے buses دینی ہیں، سو سو کلومیٹر پر ٹیچرز ہیں لیکن اُن کے پاس ویگن نہیں ہے پہلے میرے ڈسٹرکٹ میں مَیں مثال دیتا ہوں کہ ویگن نہیں ہے ٹیچر جو ہے pick-and-drop پر خود اپنی pay پر جاتے ہیں۔ تو رول ماڈل کا مَیں نے آپ کو مثال دی جناب چیئرمین صاحب یہ ایجوکیشن سے ہم start لیتے ہیں۔ اِسی طرح جناب اسپیکر صاحب ہم ہیلتھ پر آتے ہیں ہیلتھ میں ہمیں new BHUs کی ضرورت ہے آیا ہمیں کہاں پر RHCs کی ضرورت ہے آیا ہمیں کہاں پر new Hospitals کی ضرورت ہے، تو اگر یہ 15 ڈسٹرکٹس سے ہم start لیتے تو مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی حد تک جو ہے ہم مسائل کو کم کرنے میں CM صاحب جو ہے وہ ان مسائل کو کر سکتے تھے اور اسی طرح جناب اسپیکر صاحب ڈیم سیکٹر اگر آپ جناب اسپیکر صاحب سریاب میں اگر آپ ایک بور لگائیں، آپ drilling start کریں گے میرے خیال میں ہزار سے بارہ سو آپ کی سوچ ہوگی کہ ہزار سے بارہ سو پر میں نے drilling کرنی ہے اور مَیں نے جو ہے لوگوں کو پانی دینا ہے۔ تو اِسی طرح ڈیم سیکٹر ہمارا چند ایک ڈسٹرکٹس کا مَیں کہہ سکتا ہوں کہ چند ایک ڈسٹرکٹس میں بہت زیادہ دیا گیا ہے اور چند ایک ڈسٹرکٹس میں جو ہے بہت کم دیا گیا ہے۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے مسائل کا چند ایک ڈسٹرکٹس نہیں ہے بلوچستان کے مسائل کا حل آپ 36 ڈسٹرکٹس کو focus کریں کہ وہاں پر ہم نے کیا کرنا ہے۔ آپ نے پورا اپنا ایجنڈہ سامنے رکھنا ہے کہ ہم نے جو ہے یہ بنیادی مسائل، ڈیم سیکٹر میں جناب چیئرمین صاحب چند ایک ڈسٹرکٹس میں بڑے بڑے ڈیمز ہیں اور دیئے گئے ہیں مجھے خوشی ہے شاید وہ چند ایک ڈسٹرکٹس water table جو ہزار فٹ بلوچستان کا آدھا مَیں کہوں گا ہزار فٹ سے نیچے پانی جا چکا ہے اور مَیں یہ کہتا ہوں اپنے اپنے future ہمارے جو آنے والے جو نسلیں ہیں ہم نے اُن کا پانی بھی استعمال کیا ہے۔ اِسی طرح جناب چیئرمین صاحب ہم اسپورٹس کے سیکٹر میں آتے ہیں جام صاحب نے بہت اچھا start لیا، 60 سے 70 ایکٹر پر میرے جو ہے حلقے میں سوائے اُس کی boundary wall دو چار فٹ ہے ساٹھ سے ستر ایکٹر indoor and outdoor games کے لیے لیکن وہ آج تک اُسی طرح پڑا ہوا ہے۔ اگر

ہم یوتھ کو نوجوانوں کو اسپورٹس میرے مَیں شاید اپنے ڈسٹرکٹ میں نہیں کچھ ڈسٹرکٹس 2018ء میں بنے لیکن وہ تین چار فٹ boundary wall تک فنڈ وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ہم ابھی تک وہ start نہیں کر سکتے اور وہ بھی پھر میرے خیال میں CAP Schems میں چلے جائیں گے اور جیسے اپوزیشن لیڈر صاحب کا جو میڈیکل کمپلیکس کا اِنہوں نے یا جیسے ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے کہا، وہ پھر جو ہے دس سال سے جب یہ اسکیمز revise ہوگی ہر PSDP میں دس سال سے یہ اسکیم آ رہی ہے ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے۔تو میری گزارش یہ ہے ہم اسپورٹس کمپلکس کب بنائیں گے جو 2018ء، ابھی 2025ء ہے سات سال گزر چکے ہیں۔ہم اسپورٹس villages کی طرف ہم چلے جائیں ہم یوتھ کو play ground ہم یوتھ جو ہے اسپورٹس گراؤنڈ بنا کر دیں۔ہم جو فٹ سال کلب ہیں جو آج کل یوتھ میں زیادہ تر جو ہے پسند کیا جاتا ہے چونکہ ہم اپوزیشن سے belong کرتے ہیں ہم اِتنے مسائل کا ذکر کرتے ہیں مَیں اپنے ڈسٹرکٹ میں کم از کم نہیں کر سکتا ہوں چونکہ مَیں اپوزیشن سے belong کرتا ہوں۔تو جناب اسپیکر صاحب اِسی طرح ایک میرا وہاں مسئلہ اسی طرح مَیں نے وہاں پر point raise نہیں کیا کیڈٹ کالج نوشکی جناب اسپیکر صاحب! start ہوا 2007ء کے end میں اللہ مغفرت فرمائیں جام یوسف صاحب کے اُنہوں نے سنگِ بنیاد رکھا۔2014ء کے ڈاکٹر صاحب CM تھے میں نے 2014ء کے گورنمنٹ میں ہوتے ہوئے میں نے واک آؤٹ کیا، 14 اور 15 کے PSDP میں کیڈٹ کالج نوشکی کے لیے 1 کروڑ روپے رکھا گیا تھا جو ڈیڑھ ارب کی اسکیم تھی۔جناب اسپیکر صاحب! 2017ء میں کیڈٹ کالج نوشکی ہمارے start ہوا اور first entry اُن کی passout ہو چکی ہے لیکن مجھے افسوس ابھی دو چار building اُس میں بن رہے ہیں دو چار بلڈنگ، Cadet College 2017 سے چل رہا ہے start ہے education اور پڑھائی ہو رہی ہے لیکن جب PD کو پوچھتے ہیں، ایک تو اِنتہائی معذرت کے ساتھ جناب اسپیکر صاحب! ہم نے پورا سب کچھ جو ہے تعلیم سب کچھ ہم نے PDs کے ہاتھ میں دے دیا ہے ہمیں پتہ نہیں کہ کون کہاں پر ہے ہمارے سکول ہمارے پرائمری ہمارے مڈل ہمارے ہائی sector کا PD کون ہے ہم کس کے پاس جائیں، کتنے سکول ہیں، کب ہوں گے، کام start ہوگا؟ کون ہے کنٹریکٹر؟ ابھی مطلب میں انتہائی معذرت کے ساتھ یہ ڈھونڈنے میں میرے خیال میں سال لگ جائے گا۔اُن کے آفس پہنچتے پہنچتے ہیں ہمیں سال لگ جائے گا۔جناب اسپیکر صاحب! کیڈٹ کالج نوشکی کے جو چار کام چل رہے ہیں اُس کے لیے PD صاحب سے پوچھا جاتا ہے PD جو کیڈٹ کالج بلوچستان کا ہے وہ کہتا ہے کہ جی میں نے P&D کو بھجوایا ہے P&D نے reject کیا ہے جب تعلیم پر جناب اسپیکر صاحب! ہم آگے جب ہمارے کالجز، یہ سال تو چلا گیا، ابھی کیڈٹ کالج نوشکی کو میرا خیال میں شاید اگر چار بلڈنگ میں بچوں پڑھنا ہے یا اُن بچوں نے اپنا future جو KG ground

role sector میں ہوگا یا لائبریری کے سیکٹر میں ہوگا کم از کم بند ہوں گے۔ تو مَیں یہ سمجھتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! model کے طور پر اگر ہم بیٹھ جاتے، کاش کہ ہم بجٹ سے پہلے بیٹھ جاتے مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ کم از کم ہم 15، 15 جو پسماندہ، 15 وہ ڈسٹرکٹس پسماندہ کے دس treasury benches کے اور پانچ اپوزیشن کے اِن پر بیٹھ کے ہم کام کرتے تھے کہ جی ہم نے اِن کو focus کرنا ہے جو بہت زیادہ پسماندہ ہے اور اسی طرح جناب اسپیکر صاحب! ایگریکلچر پر آتا ہوں، ایگریکلچر پر کئی ایسے ڈسٹرکٹس ہیں جہاں پر 2024ء اور 2025ء کے بجٹ میں ایک گھنٹہ بھی کسان کو نہیں ملا۔ نہ یہ کسان کو ٹریکٹر ملا، نہ یہ کسی زمیندار کو نالی یا پائپ لائن کی مد میں کچھ نہیں ملا اور ہم کہتے ہیں کہ جی کسان کو سب کچھ ملا، جی زراعت کے حوالے سے ہم بہت ترقی کر چکے ہیں، مَیں کہتا ہوں اگر وہ کاش 15 جو ڈسٹرکٹ میں اگر ہمیں ڈال دیتے تو کسان ہمارا، میں جو دیکھ رہا ہوں اور آگے جو سرخ، سرخ لائن جو ایک red line اُس کے لیے اِس federal PSDP میں کہ اُس نے 18% سولر کے جو ہے مد میں، اگر بارشیں ہوں کسی کا سولر ٹوٹ جائے پھر جا کے وہی کسان وہی بجلی کا جو بل تھا وہی 18% جو ہے اُس نے دینے ہیں تو ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ جی ہم زرعی ملک ہیں، جی ہم green جو ہے stocks لے رہے ہیں کہ جی ہم گرین بلوچستان کے نام سے جو ہے ہمیں اِس طرح بنا کے دیں گے اُس طرح بنا کے دیں گے وہ taxes سے میرے خیال میں ہم greenery نہیں لا سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر! اِسی طرح industry sector کو اگر میرے ساتھی خیر جان صاحب نے جو کل speech پر اپنا کہا کہ جو انڈسٹریل زون ہے ہم کاٹن کا جو ہمارا نکلتا ہے بلوچستان کا کاٹن pure cotton، سندھ میں رات کو شبنم ہے پنجاب میں رات کو شبنم ہے، بلوچستان میں جو ہے pure white cotton نکلتا ہے لیکن یہاں پر انڈسٹری نہیں ہے۔ ہم نے اِس چیز کو کاش اِسی دس پندرہ میں ہم رکھ لیتے کہ کن area میں cotton کی جو انڈسٹریز ہے ہم لگائیں ہمارا زمیندار کاٹن یہاں سے اُٹھا کے سندھ جاتا ہے جناب اسپیکر صاحب! پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ جی انڈسٹری زون میں ہم نے بہت کام کیا ہے۔ تو کام کرنے کی ضرورت ہے ہم کوشش یہ کریں کہ بلوچستان اِنتہائی پسماندہ ہے اِسی طرح جناب اسپیکر صاحب! میں jobs کی طرف آتا ہوں 4,5 ہزار jobs جو ہے youth بلوچستان کے نوجوان کا جو ہے وہ حل نہیں ہے۔ چار پانچ ہزار سے ہم مداوا نہیں کر سکتے، پچھلے سال کی بجٹ میں 3 ہزار، 1 ہزار فورسز کے لیے 2 ہزار پوسٹ ہم نے رکھیں total throughout بلوچستان کے جتنے departments ہیں per ڈیپارٹمنٹ 40، 50 کم از کم 40, 50 ایک ضلع میں مَیں کہتا ہوں کہ لاکھوں لوگ بیروزگار ہیں یہ چار پانچ ہزار پوسٹوں سے کم از کم میں یہ سمجھتا ہوں آغازِ حقوق بلوچستان کے نام سے آپ کو میرے خیال میں شاید 2008ء کی اسمبلی میں اسپیکر صاحب! آپ اِسی اسمبلی میں تھے تو میرے خیال میں 10 ہزار پوسٹیں دی گئیں اُس

ٹائم اتنی population ہماری نہیں تھی، تو اِس طرح اگر yearly ہم jobs sector میں جائیں، کم از کم وہ بیروزگار نوجوان ایک اُمید کی کرن اُس کے دل میں آسکتی ہے کہ اِس سال اگر 10 ہزار پوسٹیں رکھی گئیں تو اِس سال اگر میں نہیں آسکا تو، next year میں آؤں۔ Skill development میں ہم نے کام نہیں کیا ہے، ہم نے ہنر مند نوجوان بنانا ہے، ہم نے اُس کو باہر بھجوانا ہے، ہم نے UK بھجوانا ہے۔ ہم نے آسٹریلیا بھجوانا ہے ہم نے middle east بھجوانا ہے کم از کم ہم نے youth کو اپنا تیار نہیں رکھا کہ اگر اُن کے ہاتھ میں ڈِگری ہے لیکن اُس کے پاس اُس کے ضلع میں ٹیکنیکل ٹریننگ سینٹر نہیں ہے وہ نوجوان وہاں سے trained نہیں ہوسکتا اپنے ڈسٹرکٹ سے کہ اگر trained ہو تو میرے لیے آپ کے لیے headache نہیں ہوگا۔ آپ کو سیکرٹیریٹ میں تنگ نہیں کرے گا کہ مجھے ملازمت چاہیے، مجھے تنگ نہیں کرے گا مجھے ملازمت چاہیے، جب district basis پر جناب اسپیکر صاحب! ہم اپنے نوجوان کو تیار رکھیں گے تو جب وہ trained ہوگا، ابھی میرے خیال میں ہزاروں جارہے ہیں باہر، اور میں ایک کاش افسوس اگر ہم اُن کو trained کرتے تو میں اور آپ پریشان نہیں ہوتے کیونکہ ہر ڈسٹرکٹ کی پاپولیشن لاکھوں میں ہے۔ خضدار 15 لاکھ میں ہیں، پشین 10,15 لاکھ میں ہیں اِسی طرح آپ کے city سے آپ belong کرتے ہیں، تین تین لاکھ پر ہمارے ڈسٹرکٹس ہیں تو یہ جو ہے نوجوان سب بیروزگار رہے اِسی طرح جناب اسپیکر! sector wise کاش اگر وہ میں 10 اور 15 اگر ہم اِن پر کام کرتے ہیں ہم سب کچھ بنا سکتے تھے۔ جناب اسپیکر صاحب! اِنتہائی، جناب اسپیکر صاحب! special persons جن کو معذور، ہم اور آپ اپنے لفظوں میں اُن کو معذور کہتے ہیں وہ معذور نہیں ہیں۔ آپ یقین کریں وہ مجھ سے اور آپ سے بہتر کام کر سکتے ہیں۔ special persons کے لیے ہم نے per ڈسٹرکٹ میں جو 10 سے 15 میں نے کہا ہم ماڈل جو ہے بنا سکتے تھے ڈسٹرکٹس ہم اُن کو special persons کے لیے اسکول دیتے اُن کے لیے ہم اسکول دیتے اور یہ معذور طبقہ جن کے پاؤں نہیں ہیں وہ مجھ سے اور آپ سے بہتر جو ہے ہاتھوں سے کام کر سکتا ہے وہ سلائی مشین چلا سکتا ہے اور میں نے دیکھے ہیں ایسے لوگ سلائی مشین چلا کر اپنے گھر بار چلا رہے ہیں۔ ہم نے جو ہے اُن کے لیے اسکولز نہیں بنائے ہیں کہ اُنکو اُن سکولز میں trained کیا جاتا جو trained نہیں ہے اُن معذوروں کو trained کیا جاتا وہ کم از کم اِس معاشرے پر یا اپنے گھر پر بوجھ نہیں ہوتے تھے۔ اِسی طرح جناب اسپیکر صاحب! میں آؤں گا، cold storage, fruits ہمارے اور آپ کے areas کے جیسے پشتون بیلٹ یا بلوچ بیلٹ میں یہاں پر ہم نے کم از کم cold storage دیکھنے ہیں، کہ جی ہمارا فروٹ خراب ہو جاتا ہے جیسے رحمت صاحب نے کہا کہ جو اسرائیل اور ایران کے جو حالات ہیں یہ جو چل رہے ہیں تو اِس سے کئی لوگ ہیں جو خاص کر کسان طبقہ ہے اُن

کے کم از کم fruits باہر نہیں جا رہے ہیں۔ کھجوریں گل سڑ رہی ہیں، آپ کا سیب ہے یا انگور ہے، جو بھی ہے یا آپ کا چیری ہے، ہم نے چاہے ہم نے ہم نے کم از کم یہ کرنا تھا 10 سے اور 15 میں ہم نے وہ چیزیں رکھنی تھیں کہ اِن اِن سیکٹرز پر ہمیں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ تب ہم جا کے کہتے تھے کہ جی ہم نے بلوچستان کے لوگوں کو بہت اچھا بجٹ دیا اور CM صاحب آ گئے۔۔۔ (مداخلت)۔جی۔جی۔میری تجویز ہے۔

جناب چیئرمین: غلام دستگیر صاحب! اگر اِس کو تھوڑا مختصر کر لیں۔

میر غلام دستگیر بادینی: میری تجویز ہیں میری تجویز ہے۔ تو میں نے سر! اِسی طرح بتایا کہ ہمیں جو ہے زمیندار طبقے کو اِسی طرح ہر سیکٹر اور اِسی طرح میں نے معذوروں کا کہا کہ ہم اسکول بنا لیتے میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ 15 ڈسٹرکٹ ہمیں ایسے رکھتے تھے کہ اُن کو ہم role model ڈسٹرکٹس کے طور پر بنا کے پیش کرتے تھے تو یہ میری suggestion تھی CM صاحب آ گئے، اِسی طرح میں نے کیڈٹ کالج اور health sector پر بات کی ہے۔ Thank you very much۔

جناب چیئرمین: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 23 جون 2025ء دن دوپہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس سہ پہر 3 بجکر 20 منٹ پر اختتام پزیر ہوا)

☆☆☆